اخبار الرایہ

شمارہ نمبر 582

(14-جنوری-2026)

(عربی سے ترجمہ)

اس کے انہدام کی یاد میں ہماری عزت نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافت میں ہے......... 2
یومِ انہدامِ خلافت، اس کی دوبارہ بحالی کے لیے کام کرنے کا تقاضا کرتا ہے 5
اے مسلمانو! تمہاری جبینوں سے خلافت کا سایہ ہٹ جانے کے بعد تمہاری حالت ایسی ہی ہے......... 9
انہی دنوں میں، آج سے ایک سو پانچ سال پہلے......... 11
ایران میں احتجاج کی وجوہات......... 13
برہان کا دورہ ترکی: اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے اور امریکی منصوبے پر عمل درآمد کے لیے ایک غلامانہ اقدام ہے......... 16
خلافت کا قیام مسلمانوں کا فیصلہ کن (زندگی اور موت کا) مسئلہ ہے......... 20
اگر خلافتِ راشدہ کا احیاء ہوتا ہے، تو تم اپنے اسلاف کی کھوئی ہوئی عزت دوبارہ حاصل کر لوگے......... 22
خوف، بے بسی اور تباہی سرمایہ دارانہ مغرب کا خواتین اور ان کے بچوں کے لیے تحفہ......... 24
حزب التحریر / ولایہ سوڈان خلافت کے انہدام کی یاد میں کانفرنس کی دعوت......... 29
کیا آپ اس بات پر قادر نہیں کہ آپ اُن اسلام کے سپاہیوں کے نقشِ قدم پر چلیں 30
'قیصر ایکٹ' سے سرپرستی تک: شامی نگرانی کا نیا مرحلہ......... 32
خلافت کے انہدام کی 105 ویں برسی کے موقع پر تازہ عزم اور بڑھتی ہوئی امید......... 35
خلافتِ راشدہ ہی آنے والی تبدیلی کا منصوبہ ہے......... 38
قرآنی ریاست وہی ہے جو اس کے احکامات نافذ کرتی ہے......... 39
حزب التحریر / ولایہ سوڈان نے سوڈان کے مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے کیے......... 40
خلافت کا قیام آج صرف ایک فیصلے کی دیر ہے جو اہل قوت و نصرت کو لینا ہے......... 41

یہ کہا جاسکتا ہے کہ حزب التحریر کے پاس خلافت کے سوا کوئی سودا نہیں ہے، وہ جہاں بھی جائے یا ٹھہرے صرف خلافت کی بات کرتی ہے، وہ اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتی اور خلافت کے سوا اسے کسی سے انسیت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جی ہاں! خلافت ہی ہمارا کام اور ہماری صنعت ہے، یہی ہماری عزت اور جائے پناہ ہے، یہی دین و دنیا کی محافظ ہے، یہی اصل اور یہی فیصلہ کن قوت ہے۔ اسی کے ذریعے احکامات نافذ کیے جاتے ہیں، حدود قائم کی جاتی ہیں، فتوحات حاصل ہوتی ہیں اور حق کے ساتھ سر فخر سے بلند ہوتے ہیں۔ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین اور تدفین سے بھی پہلے اس (خلافت کے قیام) کی کوشش شروع کر دی تھی، باوجود اس کے کہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین کی اہمیت و عظمت بہت زیادہ تھی، لیکن یہ سب خلافت کی عظمت اور اہمیت کی وجہ سے تھا کیونکہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی رائے میں اس کام میں مشغول ہونا اس عظیم فرض کی ادائیگی سے زیادہ مقدم تھا۔

ادار یہ

اس کے انہدام کی یاد میں

ہماری عزت نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافت میں ہے

تحریر: استاذ خلیفہ محمد

(ترجمہ)

مکی دور سے، اور خاص طور پر جب سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ﴿الم * غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ "الم۔ روم مغلوب ہو گیا" (سورۃ الروم: آیت 2-1)، مسلمانوں کی نظریں بڑی طاقتوں کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اگرچہ بڑی طاقتوں سے ٹکرانا اس وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا، لیکن اس آیت کا نزول اسلام کی عالمگیریت کا اعلان تھا۔ ابھی ایک دہائی بھی نہیں گزری تھی کہ اسلامی ریاست کے لشکروں نے غزوۂ موتہ میں بڑی طاقت (روم) کے دروازوں پر دستک دے دی تھی۔ یہ غزوہ جلیل القدر صحابی حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا فوری ردِ عمل تھا، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے شام کے شہر بصریٰ کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا، لیکن وہاں کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ اس نے اس وقت کے رائج بین الاقوامی عرف کی خلاف ورزی کی تھی کہ 'قاصد کو قتل نہیں کیا جاتا'، اور یہ روایت آج تک 'سفارت کاروں کے استثنیٰ' کی صورت میں موجود ہے۔

یہ اسلام کے نفاذ کے ساتھ وابستہ عزت اور وقار کے نمایاں ترین مظاہر میں سے تھا کہ ﴿وَلِلهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾ "اور عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنوں ہی کے لیے ہے" (سورۃ المنافقون: آیت 8)۔ ایک مسلمان کی شہادت کے بدلے رسول اللہ ﷺ نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا تاکہ اس قتل کا بدلہ لینے کے لیے ایک شدید جنگ لڑی جائے۔ اس طرح آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کا سنگِ بنیاد رکھا اور اسلام کے اصولوں اور اس کی ریاست کی عالمگیریت کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ ایک بھاری لشکر کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے تاکہ رومیوں سے قتال کریں، لیکن جب انہیں اس کی اطلاع ملی تو وہ فرار ہو گئے، اور ایک ماہ کی مسافت سے ہی آپ ﷺ کی مدد رعب کے ذریعے کی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس حال میں رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے کہ آپ ﷺ نے لشکرِ اسامہ کی

روانگی کی وصیت فرمائی تھی، جس کی قیادت آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سپرد کی تھی تاکہ اسے شام (رومی سلطنت) کی سرحدوں کی طرف روانہ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد، ریاستِ خلافت تمام انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچاتی رہی، جس نے اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی و رسول ماننے والوں کے لیے، اور اسلامی ریاست کے سائے میں رہنے والے ہر شخص کے لیے عزت، وقار، خوشحالی اور اطمینان فراہم کیا۔ اس ریاست نے رحمت، عدل، انصاف اور انسانیت کی بہترین مثالیں قائم کیں۔ یہاں تک کہ خلافت کے آخری ایام میں، جب اسے 'مردِ بیمار' کہا جاتا تھا، خلیفہ عبد المجید اول کے دور میں (1845-1852ء کے درمیان) آئرش عوام کی مدد کی گئی جب وہ 'آلو کے قحط' کا شکار ہوئے تھے۔

لیکن جلد ہی مسلمانوں کے حالات بدل گئے جب استعماری کفار نے عرب اور ترک غداروں کی مدد سے خلافت کو منہدم کر دیا۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں کے علاقے پچاس سے زائد ٹکڑوں میں بٹ گئے، جس سے کمزوری، ذلت اور رسوائی پیدا ہوئی۔ مسلمان، لوگوں کی نظروں میں بے وقعت ہوگئے اور اپنے (نام نہاد) حکمرانوں کی وجہ سے استعماری کفار کے آلہ کار بن گئے۔ ان کا خون ہر جگہ ندیوں کی طرح بہایا گیا، اور اللہ کی بدترین اور ذلیل ترین مخلوق، یہودی، مسلمانوں کے مختلف علاقوں میں دندناتے پھر رہے ہیں اور مغربی کنارے، غزہ، لبنان، شام، یمن اور ایران میں مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں، جبکہ ان کے 'رویبضہ' (نااہل و کم ظرف) حکمران ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان کی ثروت و دولت لٹیروں کا مالِ غنیمت بن گئی، مسلمان طرح طرح کی غربت کا شکار ہوئے، اور قومیں ان پر اس طرح ٹوٹ پڑیں جیسے بھوکے کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اب یہ کوئی تعجب کی بات نہیں رہی کہ ان کے بہت سے بچے شدید سردی، عام بیماریوں اور بھوک سے مر رہے ہیں اور کچرے کے ڈھیروں سے کھانا تلاش کر رہے ہیں! خلافت کے چھن جانے سے مسلمانوں نے صرف عزت، وقار اور رعب ہی نہیں کھویا، بلکہ وہ انسانیت اور ہر اچھی صفت سے محروم ہوگئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

خلافت کا سورج غروب ہوئے ایک صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا ہے، اور مسلمانوں پر وہ سب کچھ گزرا جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ صدیوں تک خلافت کے زیرِ سایہ رہنے والی عزت و وقار کے بعد، یہ صورتحال مسلمانوں کے دلوں میں امید پیدا کرتی ہے کہ وہ خلافت کی دوبارہ بحالی کے ذریعے اپنی عزت، وقار اور رعب دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں، اور یہ وقت کتنا قریب ہے! جب وجہ معلوم ہو جائے تو حیرت ختم ہو جاتی ہے۔ امت کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے اسلام کے

ذریعے عزت دی، اور جب بھی اس نے اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کی، اللہ نے اسے ذلیل کر دیا۔ یہ آخری صدی اس پر بہترین گواہ ہے اور اس میں ہر عقل مند کے لیے عبرت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو 'بہترین امت' قرار دیا ہے جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے نکالی گئی ہے، کیونکہ وہ اللہ پر ایمان رکھتی ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ صدیوں تک خلافت کے دور میں یہ امت ایسی ہی تھی، اور اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے اس منصب اور صفات کی طرف لوٹ کر اپنی عزت، وقار اور رعب کو بحال کرے، اسلام کو زندگی کا ضابطہ بنائے، اس کی ریاست قائم کرے، اس کے احکامات نافذ کرے اور اس کے پیغام کو تمام انسانوں تک پہنچائے تاکہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف، بندوں کی عبادت سے نکال کر ربِ کائنات کی عبادت کی طرف، اور بدبختی سے نکال کر دونوں جہانوں کی کامیابی وخوشحالی کی طرف لے جائے۔

امتِ مسلمہ اپنی سابقہ تاریخ دہرانے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے تاکہ وہ زمین پر خلافت کے الٰہی وعدے کو حاصل کر سکے اور رسول اللہ ﷺ کی اس بشارت کو پورا کرے کہ: «ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ» "پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت ہوگی"۔ اس امت کے پاس وہ انسانی وسائل ہیں جو یہ کام کر سکتے ہیں، وہ دولت ہے جو اسے دنیا کی اول درجے کی ریاست بنا سکتی ہے، اور وہ جغرافیائی محلِ وقوع ہے جو اسے دنیا کا مرکزی نقطہ بناتا ہے۔ اس کے پاس وہ کچھ ہے جو دوسروں کے پاس نہیں:

- وہ عظیم نظریہ (آئیڈیالوجی) جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو سکیں۔
- اور 'حزب التحریر'، وہ راہنما جو اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا، جس نے خود کو اللہ کے لیے وقف کر دیا ہے تاکہ نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ قائم کر کے اسلام کی حکمرانی کو بحال کرے۔ اس نے اس مقصد کے لیے پوری تیاری کر رکھی ہے، اللہ کے احکامات پر چلتے ہوئے اور پہلی اسلامی ریاست کے قیام میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی پیروی کرتے ہوئے۔

اے مسلمانو! ہم تمہیں رعب، عزت اور وقار کی طرف بلاتے ہیں، اور اے لوگو! ہم تمہیں دونوں جہانوں کی کامیابی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ پس حزب التحریر کی نصرت کے لیے آگے بڑھو اور اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر حکمرانی اور نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے اس کی بیعت کرو، کیونکہ اسی میں تمہاری عزت اور تمہارا وقار ہے۔

یومِ انہدامِ خلافت، اس کی دوبارہ بحالی کے لیے کام کرنے کا تقاضا کرتا ہے

تحریر: استاد اسعد منصور

(ترجمہ)

28رجب 1342ھ مطابق 3مارچ 1924ء کو عالمِ اسلام کے دارالخلافہ استنبول میں ایک ایسا ہولناک زلزلہ آیا جس نے زمین کو تہہ و بالا کر دیا، تاریخ کا رخ موڑ دیا، ایک عظیم امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ایک پاکیزہ شریعت کو مٹا دیا، معزز لوگوں کو ذلیل کر دیا اور ملکوں میں فساد پھیلا دیا۔ اس وقت کفر کے سرغنہ برطانیہ کی منصوبہ بندی سے، مصطفیٰ کمال نامی ایک شیطان نے، عربوں اور ترکوں کے غداروں کی مدد سے نظامِ خلافت کو منہدم کر دیا اور دین کو زندگی سے جدا کر کے اسے محض عبادات اور اخلاقیات تک محدود کر دیا۔

اصل مسئلہ ان شرپسندوں کا نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے ان نیک لوگوں کا ہے جنہوں نے مل کر ایک ہی جست میں ان شرپسندوں اور ان کے سرغنہ مصطفیٰ کمال کی گردنیں نہیں اتاریں؛ کیونکہ خلافت ایک بقا کا مسئلہ ہے، یعنی زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔

خلافت ایک عظیم امر ہے جس کی اہمیت کو صرف کوئی جاہل، بیوقوف یا ایجنٹ ہی ہلکا سمجھ سکتا ہے؛ اس کا مطلب ہے اسلام کی سیادت، اللہ کے کلمے کی بلندی اور اس کے سچے دین کا تمام ادیان پر غالب ہونا۔ یہی مسلمانوں کی وحدت، قوت، عزت، رفعت اور بیداری کا اصل راز ہے۔ کفار اس کے خطرے کو بخوبی جانتے ہیں اور اسے قائم کرنے کی دعوت دینے والوں سے ڈرتے ہیں؛ نہ صرف اس لیے کہ یہ انہیں مسلم ممالک کے استحصال سے روک دے گی، بلکہ اس لیے کہ یہ ان کے اپنے گھروں تک پہنچ کر ان کے شر کا خاتمہ کر دے گی۔

خلافت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کا جو حال ہوا وہ سب کے سامنے ہے؛ ان کا شیرازہ بکھر چکا ہے، ان کے ملک تقسیم ہو چکے ہیں اور ہر طرف استعمار کی حکمرانی ہے۔ ان پر ایسے 'رویبضات' (نااہل حکمران) مسلط ہیں جو استعماری کفار سے وفاداری کا دم بھرتے ہیں اور ان کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ جب طاغوتی ٹرمپ انہیں حکم دیتا ہے یا ڈانٹتا ہے تو وہ خوشی سے

پھولے نہیں سماتے اور اسے اربوں ڈالر جزیہ کے طور پر دے کر اسے 'سرمایہ کاری' کا نام دیتے ہیں! وہ غزہ، سوڈان یا شام کے لیے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور اسے 'امن کا پیامبر' کہہ کر اس کی تعریفیں کرتے ہیں، جبکہ وہ ان کے ملکوں اور وسائل پر قبضے کا اعلان کرتا ہے اور اپنے مہلک ہتھیاروں یا اپنے ناپاک آلہ کار 'صہیونی ریاست' کے ذریعے ان کے بچوں کا خون بہاتا ہے۔ یہ حکمران کتنے ذلیل اور حقیر ہیں! شاید انہیں اپنی ذلت کا احساس بھی نہیں کیونکہ انہوں نے کبھی عزت کا ذائقہ چکھا ہی نہیں اور ذلت کا پیالہ آخری بوند تک پی چکے ہیں۔

ان حکمرانوں نے اہلِ فلسطین کو تنہا چھوڑ دیا ہے کہ وہ غزہ میں یہودیوں کے ہاتھوں امریکی تباہ کن ہتھیاروں اور نسل کشی کا سامنا کریں۔ بلکہ انہوں نے اپنی ہی عوام کے خلاف سازشیں کیں تاکہ وہ استعمار کے چنگل سے آزاد نہ ہو سکیں۔ جو بھی مسلمان ان کے ظلم یا خیانت پر تنقید کرتا ہے یا خلافت کی پکار بلند کرتا ہے، یہ اسے کچل دیتے ہیں اور اپنے کارندوں کو ان پر ظلم کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام کے نئے حکمرانوں نے بھی اپنے اسلاف حافظ اور بشار الاسد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے لوگوں سے غداری کی، کفار سے دوستی کی اور یہودیوں کو ملک کے جنوب پر قبضے کا موقع دیا۔ انہوں نے مجرموں کو تو رہا کر دیا لیکن حزب التحریر کے مخلص نوجوانوں کو دس دس سال کی سزا سنا کر جیلوں میں ڈال رکھا ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح مخالفت کر رہے ہیں، اپنے ظلم و جور کا کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں اور اپنے ظالم اسلاف، حافظ اور اس کے بیٹے بشار کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

امت اپنی آزادی اور بیداری کا راستہ تلاش کر رہی ہے اور ذلت میں رہنے سے انکاری ہے؛ وہ ایک باشعور اور مخلص سیاسی قیادت کی تلاش میں ہے۔ ہم امت کے غیرت مند بیٹوں سے کہتے ہیں کہ راستہ 'خلافت' ہے اور قیادت 'حزب التحریر' ہے، جس نے قرآن و سنت سے مستنبط مواد پر مبنی ریاست کا دستور بھی تیار کر لیا ہے۔

جو لوگ طنز کرتے ہیں کہ کیا تمہارے پاس خلافت کے علاوہ کچھ اور نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ہاں، ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں! ایک بار یہ خلافت قائم ہونے دیں، پھر دیکھیں آپ کا حال کیسے بدلتا ہے اور آپ دنیا کے امام کیسے بنتے ہیں۔ یاد کریں کہ خلافت کے زیرِ سایہ 13 سو سال تک آپ دنیا کے سردار اور روشن مینار تھے، جبکہ مغرب تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

اور ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آخر کیوں آپ کے رسول ﷺ نے—جو اپنی خواہشِ نفس سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہ تو سراسر وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے، اور جو آپ کے لیے بہترین نمونہ اور ابدی قائد ہیں—اس ریاست کے قیام پر اس

قدر توجہ مرکوز رکھی اور اسے اپنا اولین مقصد (شغلِ شاغل) بنائے رکھا۔ جب آپ ﷺ لوگوں سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ وہ 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کہیں، تو اس کا مقصد محض زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی نہیں تھا، بلکہ یہ تھا کہ لوگ اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دیں اور صرف اسی کے حکم کے تابع ہو جائیں؛ تاکہ حاکمیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہو، اور ان انسانوں کی حکمرانی کا خاتمہ ہو جائے جو اپنی خواہشاتِ نفس کے پیروکار ہیں، جسے 'جمہوریت' کا نام دیا جاتا ہے۔

آپ کے رسولِ اکرم ﷺ نے دس سال تک ریاست کی قیادت فرمائی، یہاں تک کہ اسے ایک ایسی عظیم طاقت بنا دیا جو اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں کے مدمقابل کھڑی تھی۔ پھر جب اللہ نے آپ ﷺ کو وفات دی، تو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تدفین کے فریضے کو تین دن کے لیے مؤخر کر دیا اور خلیفہ کے تقرر کے فریضے کو اولیت دی؛ کیونکہ وہ اس فریضے کی عظمت سے بخوبی واقف تھے اور انہوں نے یہ علم اپنے معلمِ کریم ﷺ سے حاصل کیا تھا۔ انہوں نے اس ریاست کے تحفظ کے لیے مرتدین اور مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کی، اور لشکرِ اسامہ روانہ کیا تاکہ رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کی کمزوری کا لالچ پیدا نہ ہو کہ وہ ریاست پر حملہ آور ہوں۔ انہوں نے یہ کہہ کر خود کو یا دوسروں کو دھوکہ نہیں دیا کہ "ہم نڈھال اور کمزور ہیں، اس لیے ہم تعمیر و ترقی کی طرف متوجہ ہوں گے یہاں تک کہ طاقتور ہو جائیں"، اور نہ ہی یہ کہا کہ "ہمیں یہود سے صلح کر لینی چاہیے اور مغرور ٹرمپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر اس کی قصیدہ گوئی کرنی چاہیے"؛ بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان کی قوت سے طاقتور ہیں، پس انہوں نے اللہ پر توکل کیا اور قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود قتال کیا، تو اللہ نے انہیں فتح و نصرت عطا فرمائی۔

اور ہم طنز کرنے والوں سے کہتے ہیں: بے شک مغرب اور اس سے مرعوب لوگوں نے اس گلی سڑی جمہوریت کے ذریعے ہمارے سروں میں درد کر رکھا ہے، جو کہ ایک کفر کا نظام، سرمایہ داروں کی حاکمیت اور استعماری حربہ ہے، تو پھر تم ان کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے! اور جب وہ 1878ء میں برلن کانفرنس میں خلافت کی ریاست کو آپس میں تقسیم کرنے کے لیے جمع ہوئے، تو انہوں نے ریاست میں جمہوریت داخل کرنے اور اسے مسلمانوں کے درمیان پھیلانے کا فیصلہ کیا تاکہ خلافت کو منہدم کیا جا سکے اور اسے اسلامی شریعت کی جگہ دی جا سکے۔ اس کانفرنس کے بعد مغرب سے مرعوب 'اتحاد و ترقی' جیسے گروہوں نے اسے مسلمانوں میں پھیلانا شروع کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ اس کا مطلب اسلام میں 'شوریٰ' ہے تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا سکے، اور یہ فریب کاری آج تک جاری ہے۔

حزب التحریر نے پوری قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اپنی تمام تر توجہ خلافت پر مرکوز رکھی؛ یہی وہ اصل متاع، نصب العین، باعثِ عزت و وقار اور قوت کا سرچشمہ ہے جو دین کی محافظ، مسلمانوں کی دنیا کو سنوارنے والی اور کافروں کو ذلیل کرنے والی ہے۔

اور یہ رہے حزب التحریر کے امیر، جنہوں نے اللہ کے فضل سے نہ تو اپنا راستہ بدلا، نہ کوئی تبدیلی کی اور نہ ہی کبھی سست پڑے، بلکہ اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ثابت قدم رہے، اور ان کے ساتھ ان کے وہ پرہیزگار اور پاکیزہ نوجوان ہیں جو اللہ کے حکم سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ یومِ انہدامِ خلافت کو محض باتوں سے نہیں، بلکہ اللہ کے لیے خالص اور انتھک جدوجہد کے ساتھ منا رہے ہیں، اور آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں اور ان کی نصرت کریں تاکہ آپ دونوں جہانوں کی کامیابی حاصل کر سکیں۔ وہ آپ کے رب کی کتاب اور آپ کے رسول ﷺ کی سنت کے ٹھوس اور ناقابلِ تردید دلائل کے ساتھ آپ کو اس (خلافت) کی فرضیت کی یاددہانی کراتے ہیں، اور آپ کے فاتح اسلاف کی عظیم الشان تاریخ یاد دلاتے ہیں۔ وہ خصوصاً آپ کی جرار افواج اور اہلِ قوت و نصرت کو پکارتے ہیں کہ وہ 'خلافتِ راشدہ مجاہدہ' کے قیام کے لیے ان کی نصرت کریں، تاکہ یہودی وجود کا خاتمہ کیا جائے جیسا کہ آپ کے رسولِ کریم ﷺ نے بشارت دی تھی۔ وہ آپ کو قسطنطنیہ (اسلام بول) کی فتح کی یاد دلاتے ہیں جو کہ فتح ہو چکا، اور روم کی فتح کی نوید دیتے ہیں جو اللہ کے حکم سے عنقریب فتح ہو گا، نیز وہ موجودہ جبری حکمرانی کے زوال کی خبر دیتے ہیں جو اللہ کے حکم سے جلد مٹ جائے گی، تاکہ خلافتِ راشدہ دوبارہ قائم ہو جو ان شاء اللہ ضرور قائم ہو کر رہے گی۔ جیسا کہ مسند احمد کی حدیثِ مبارکہ ہے: «ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ» "پھر جبری کی حکومت ہو گی، وہ جب تک اللہ چاہے گا رہے گی، پھر جب اللہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھا لے گا، پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہو گی" (مسند احمد)۔

﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ * بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾. "اور اس دن اہلِ ایمان اللہ کی مدد پر خوش ہوں گے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور وہ نہایت غالب اور مہربان ہے"۔ (سورۃ الروم: آیت 5-4)

اے مسلمانو! تمہاری جبینوں سے خلافت کا سایہ ہٹ جانے کے بعد تمہاری حالت ایسی ہی ہے

(ترجمہ)

اے مسلمانو! جب آپ کے سر سے سے خلافت کا تاج چھین لیا گیا تو آج آپ کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ آپ پر 'رُوَیبِضَۃ' (کم ظرف اور نا اہل) حکمرانوں مسلط ہیں جو جابر ٹرمپ سے احکامات لیتے ہیں، یہاں تک کہ غزۂ ہاشم اور تمام ارضِ مقدس فلسطین کے معاملے میں بھی۔ ستمبر 2025ء میں ٹرمپ نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی اجلاس کے موقع پر ایک میٹنگ کی صدارت کی جس میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، مصر، اردن، ترکی، انڈونیشیا اور پاکستان شامل تھے، اور اسے اہم ترین نشست قرار دیا۔ پھر اس نے ان پر ایک 20 نکاتی منصوبہ پیش کیا، بلکہ مسلط کیا۔ اس منصوبے کے نکات غزہ کے سقوط، اسے زیرِ نگیں کرنے اور اسے ٹرمپ اور یہودی وجود کے لیے کھیل کا میدان بنانے کی غرض سے نو آبادی میں تبدیل کرنے، کی طرف اشارہ کر رہے تھے! اس کے بعد سیسی نے مصر میں ٹرمپ اور اس کے مکروہ منصوبے کے لیے ایک تقریب منعقد کی۔ یہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 2803 کی تمہید تھی، جو غزہ کے انتظام کے لیے ایک ٹرسٹی شپ یا استعماری بورڈ مسلط کرنے کی بات کرتی ہے، جسے ٹرمپ 'امن بورڈ' (Board of Peace) کہتا ہے! پھر ٹرمپ نے اعلان کیا کہ وہ 2026 کے آغاز میں غزہ کے لیے اس بورڈ کے ارکین کا اعلان کرے گا جس کی سربراہی وہ خود کرے گا۔

الجزیرہ نے اس حوالے سے نقل کیا: "غزہ کی پٹی میں بین الاقوامی استحکام فورس کی قیادت کے لیے ٹرمپ کی طرف سے ایک امریکی جنرل کو مقرر کرنے کا امکان ہے" (الجزیرہ عربی 11/12/2025)۔ جس کا مطلب ہے کہ ٹرمپ غزہ میں گورننگ بورڈ اور استحکام فورس کو براہِ راست کنٹرول کرے گا! پھر ٹرمپ کے ایلچی اسٹیو وِٹکوف (Steve Witkoff) نے 19 دسمبر 2025 کو میامی میں "ثالث" ممالک، ترکی، مصر اور قطر، سے ملاقات کی تاکہ استحکام فورسز کی تعیناتی اور حماس کو غیر مسلح کرنے کے بارے میں بات چیت کے دوسرے مرحلے کو آگے بڑھایا جائے، اور اس پر عمل درآمد کے عملی اقدامات پر تبادلہ خیال کیا جائے! پھر ٹرمپ فلوریڈا میں نیتن یاہو سے ملا اور کہا کہ "اس کی ملاقات بہت نتیجہ خیز رہی"۔ اس نے صحافیوں سے مزید کہا کہ "اگر وہ (حماس) غیر مسلح نہیں ہوتے، جیسا کہ انہوں نے اتفاق

کیا تھا، تو انہیں اس کی بھاری قیمت چکانی پڑے گی۔ انہیں قلیل وقت میں غیر مسلح ہونا پڑے گا"۔ ٹرمپ یہ اس وقت کہہ رہا ہے جب وہ غزہ پر مسلط ایک وحشیانہ جنگ میں یہودی وجود کو ہر قسم کے بھاری اور مہلک ترین ہتھیار فراہم کر رہا ہے جو انسانوں، درختوں اور پتھروں کو تباہ کر رہے ہیں۔ ٹرمپ یہ سب کچھ مسلم ممالک کے حکمرانوں کے مکمل علم سے اور ان کی ملی بھگت سے کہہ رہا ہے اور کر رہا ہے۔ یہ وہی مسلم حکمران ہیں جنہوں نے ارضِ مقدس فلسطین کی آزادی پر چُپ سادھ کر اس کے ساتھ غداری کی، اور ٹرمپ کے 20 نکات پر تالیاں بھی بجائیں!

پھر یہ محض فلسطین نہیں ہے کہ جس کے ساتھ ان حکمرانوں نے غداری کی ہے، بلکہ ان ممالک کے ساتھ بھی ان حکمرانوں نے غداری کی جن پر وہ کافر استعمار، خاص طور پر امریکہ کے مفاد کے مطابق حکومت کر رہے ہیں۔ جنوبی سوڈان کو شمال سے الگ کر دیا گیا، اور دارفور بھی اب اسی راستے پر ہے۔ لیبیا بھی تنازعہ میں گھرا ہوا ہے اور دو ریاستوں میں تقسیم ہے۔ یمن شمالی اور جنوبی حصوں میں بٹا ہوا ہے، اور جنوب بھی مزید بکھر رہا ہے! جدید شام امریکہ کی آغوش میں جا رہا ہے، جس کا حکمران سابقہ ظالم حکومتی کارندوں اور غنڈوں کو رہا کر رہا ہے جبکہ حزب التحریر کے ارکان کو، جو خلافت کی پکار بلند کرتے ہیں، پابندِ سلاسل رکھا ہوا ہے اور انہیں دس دس سال تک کی سزائیں سنائی جا رہی ہیں۔

یہ 'رویبضہ' نااہل حکمران صرف اسی پر راضی نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے سرزمینِ اسلام کے دیگر حصوں کو بھی دشمن کے حوالے کر دیا یا ان سے دستبردار ہو گئے۔ کشمیر پر ہندو مشرکوں نے قبضہ کر لیا، روس نے چیچنیا اور وسطی ایشیا کے دیگر مسلم علاقوں کو ہتھیا لیا۔ مشرقی تیمور کو انڈونیشیا سے الگ کر دیا گیا۔ قبرص، جو برسوں تک مسلمانوں کا قلعہ رہا، اب زیادہ تر یونان کے کنٹرول میں ہے۔ میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے، اور اگر وہ بنگلہ دیش میں پناہ لیتے ہیں، تو وہاں کی حکومت اِن مسلمانوں پر ظلم کرتی ہے اور ان کے دشمن کے خلاف لڑ کر ان کی حمایت کرنے میں ناکام رہتی ہے! پھر مشرقی ترکستان ہے، جس پر چین ایسے وحشیانہ مظالم ڈھا رہا ہے جن سے جنگل کے درندے بھی پناہ مانگیں۔ جبکہ مسلم ممالک کی موجودہ ریاستیں قبروں کی مانند خاموش ہیں، اور اگر وہ بولتی بھی ہیں تو کہتی ہیں کہ مسلمانوں پر چین کا ظلم و جبر چین کا اندرونی معاملہ ہے! ﴿**كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِباً**﴾ "کتنی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے، وہ محض جھوٹ بولتے ہیں" (الکھف: آیت 5)۔

ریاستِ خلافت کے خاتمے کی 105 ویں برسی کے موقع پر امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم عطا بن خلیل ابو الرشتہ (حفظہ اللہ) کے خطاب کا اقتباس

انہی دنوں میں، آج سے ایک سو پانچ سال پہلے

(ترجمہ)

آج سے 105 سال قبل، رجب 1342ھ کے آخر میں، یعنی مارچ 1924ء کے آغاز میں، اُس وقت کے استعماری کفار، برطانیہ کی قیادت میں، عرب اور ترک غداروں کی مدد سے خلافت کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مجرمِ زمانہ مصطفیٰ کمال نے خلافت کا خاتمہ کر کے، استنبول میں خلیفہ کا محاصرہ کر کے اور اسی روز بوقتِ فجر اُنہیں جلاوطن کر کے، اپنے کفر کا کھلم کھلا اعلان (کفرِ بواح) کیا۔ یوں خلافت کے سقوط سے، جو مسلمانوں کی عزت کا باعث اور ان کے رب کی خوشنودی کا ذریعہ تھی، مسلمانوں کے علاقوں میں ایک ہولناک زلزلہ آ گیا۔ امتِ مسلمہ پر فرض تھا کہ وہ مصطفیٰ کمال کے ساتھ ہتھیاروں سے قتال کرتی، جیسا کہ عبادہ بن صامتؓ سے مروی متفق علیہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْراً بَوَاحاً عِنْدَكُمْ مِنْ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ» "اور ہم اربابِ اختیار سے اقتدار کے معاملے میں تنازع نہیں کریں گے، الا یہ کہ تم ان سے کھلا کفر (کفرِ بواح) دیکھو جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل موجود ہو"۔ تاہم امت اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر گئی اور مجرم مصطفیٰ کمال اور اس کے حواریوں کو روکنے کے لیے ایسے ناگزیر اقدام نہ کیے کہ جس کے نتیجے میں وہ اور اس کے حامی شکست خوردہ اور ناکام ہو جاتے۔ یوں خلافت کے خاتمے سے برپا ہونے والا زلزلہ جاری رہا... اور پھر کافر استعمار کا اثر و رسوخ مسلمانوں کی سرزمینوں پر مستحکم ہو گیا، انہوں نے مسلمانوں کی سرزمین کو تقسیم کر دیا اور اسے تقریباً 55 ٹکڑوں میں بانٹ دیا!

پھر مسلم ممالک کے رُوَیبِضَۃ (کم ظرف اور نااہل) حکمرانوں نے اس میں ایک اور زلزلے کا اضافہ کر دیا، انہوں نے یہودیوں کو ارضِ مقدس فلسطین پر قبضہ کرنے سے نہ روکا، جو نبی کریم ﷺ کے اسراء اور معراج کی سرزمین ہے، اور پھر وہ اس سے بھی زیادہ گر گئے... وہ یہودی وجود کے ساتھ تعلقات کی بحالی (نارملائزیشن) کی طرف لپکے، اس کے بغیر کہ یہودی وجود کسی بھی چیز سے دستبردار ہو!! ان میں سے بعض نے پسِ پردہ یہ جرم کیا، اور بعض نے رات دن علانیہ اس جرم کا ارتکاب کیا! یوں سب کے سب اس جرم میں سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں، اور اس ذلت کی کوئی پروا نہیں کرتے جو ان کو سر سے پاؤں تک ڈھانپے ہوئے ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿**سَيُصِيبُ**

الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ﴿

"عنقریب ان مجرموں کو اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب پہنچے گا، اُس مکر کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے"(سورۃ الانعام: آیت124)۔

ریاستِ خلافت کے خاتمے کی 105 ویں برسی کے موقع پر امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم عطابن خلیل ابو الرشتہ (حفظہ اللہ) کے خطاب کا اقتباس

ایران میں احتجاج کی وجوہات

تحریر: استاد لطیف الراسخ

(ترجمہ)

ایران میں دسمبر کے آخر میں شروع ہونے والی احتجاجات کی نئی لہر کو تہران بیرونی مداخلت قرار دیا ہے۔ یہ بیانات ایران کے لیے نئے نہیں ہیں، کیونکہ وہ دہائیوں سے انہیں استعمال کرتا آرہا ہے، جس کا آغاز 2009 کی "سبز تحریک" سے ہوا، اور پھر 2017، 2019 اور 2022 کے احتجاجات تک جاری رہا۔ ان تمام واقعات میں ان غیر ملکی طاقتوں کے کردار پر توجہ مرکوز کی گئی جو عدم استحکام پیدا کرنے اور ریاست کو کمزور کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تاہم، یہ تشریح اگرچہ تہران کے لیے سہل ہے، لیکن یہ اس سوال کا جواب نہیں دیتی کہ احتجاج کا دائرہ معاشرے کے وسیع تر طبقات تک کیوں پھیلتا جا رہا ہے، اور یہ بار بار کیوں سر اٹھاتے ہیں؟

بنیادی طور پر، جو کچھ ہو رہا ہے اس میں بیرونی مفادات کے اثر و رسوخ کی نفی کرنا عقل مندی نہیں ہے۔ ایران خطے کے اہم کھلاڑیوں میں سے ایک ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے اندرونی استحکام کو نقصان پہنچانے سے مشرقِ وسطیٰ میں طاقت کا توازن بری طرح بگڑ جائے گا۔ اس کے جغرافیائی سیاسی حریفوں، جیسے یہودی وجود اور اس کے شراکت داروں کے لیے، ایران میں اندرونی بحران کا مطلب اس کی قوت میں کمی ہے، یعنی اپنی سرحدوں سے باہر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کا گھٹنا، علاقائی تنازعات میں اس کی شرکت کا کم ہونا، اور اپنی خارجہ پالیسی کے اہداف کا دفاع کرنے کی کمزور پڑتی ہوئی سکت۔

اس کے ساتھ ساتھ بیرون ملک مقیم ایرانی اپوزیشن کا سرگرم کردار بھی شامل ہے، جو برسوں سے ملک کے اندرونی مسائل کو بین الاقوامی رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے اور ان احتجاجات کو اس ثبوت کے طور پر پیش کرتی ہے کہ موجودہ نظام اپنی مکمل قانونی حیثیت کھو چکا ہے۔ غیر ملکی میڈیا، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور سیاسی بیانات احتجاجات کے اثرات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے، انہیں مزید گونج دینے اور وسیع تر بین الاقوامی توجہ حاصل کرنے میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

تاہم، کسی بحران سے فائدہ اٹھانے اور اس کی پیدائش و بنیادی وجوہات کے درمیان فرق کرنا انتہائی ضروری ہے۔ بیرونی طاقتیں اپنے مفادات کی خاطر صورتحال کا فائدہ اٹھا سکتی ہیں، اسے اپنے حق میں استعمال کر سکتی ہیں، بلکہ میڈیا کے ذریعے تناؤ بڑھانے میں بھی مدد کر سکتی ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بحران انہوں نے ہی پیدا کیا ہے۔

بیرونی سازش کے مفروضے کا کتنا امکان ہے؟

یہ کہنا کہ ایران میں احتجاجات کسی مرکزی بیرونی انتظام کا نتیجہ ہیں، ان کی حقیقی ساخت سے بالکل میل نہیں کھاتا۔ ان تحریکوں کی کوئی متحد قیادت نہیں ہے، نہ کوئی واضح نظریہ ہے اور نہ ہی کوئی مربوط پروگرام ہے۔ یہ ملک کے مختلف حصوں میں وقفے وقفے سے اور مختلف وجوہات کی بناء پر ابھرتے ہیں، اور اکثر ان کا آغاز خود بخود ہوتا ہے۔ ان میں ایسے معاشرتی گروہ شامل ہوتے ہیں جن کے مفادات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں: صنعتی مزدوروں اور چھوٹے تاجروں سے لے کر طلبہ اور ریٹائرڈ افراد تک۔ مظاہرین کے مطالبات محض معاشی مسائل سے لے کر عام سیاسی نعروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کسی منظم بیرونی اثر و رسوخ کی علامت نہیں ہے، بلکہ معاشرے کے اندر وسیع عوامی غم و غصے کے جمع ہونے کی دلیل ہے۔ احتجاج میں معاشرے کے متنوع طبقات کی شرکت حکام اور بیرونی مبصرین، دونوں کے لیے ان تحریکوں کے رخ کو کنٹرول کرنے یا انہیں چلانے کو مشکل بنا دیتی ہے۔

احتجاج کی اصل وجہ: معاشی تنزلی

موجودہ احتجاجات کی بنیاد ایک دیرینہ معاشی بحران ہے۔ ایران کے لیے اب یہ بحران صرف ایک تجریدی معاشی (Macro-Economic) مسئلہ نہیں رہا، بلکہ یہ ایک ایسا بحران بن چکا ہے جس نے زیادہ تر ایرانیوں کی روزمرہ زندگی کو متاثر کیا ہے۔ مقامی کرنسی کی قدر میں مسلسل اور شدید کمی نے معاشی نظام پر لوگوں کا اعتماد ختم کر دیا ہے اور عملی طور پر متوسط طبقے کی جمع پونجی کو برباد کر دیا ہے۔ حالیہ برسوں کے دوران، ایرانی ریال اپنی قدر کا ایک بڑا حصہ کھو چکا ہے۔ 2015 میں ڈالر کی قیمت 30 سے 35 ہزار ریال کے درمیان تھی، جبکہ 2022 کے آخر تک یہ 4 لاکھ ریال کی حد عبور کر گئی! سال 2025 کے دوران اس گراوٹ میں مزید تیزی آئی؛ سال کے آغاز میں ڈالر تقریباً 8 لاکھ ریال کا تھا، اور سال کے آخر تک کھلی مارکیٹ میں یہ 1.4 ملین ریال سے تجاوز کر گیا! اس طرح ریال نے ایک سال میں اپنی قدر کا 40 فیصد سے زیادہ حصہ کھو دیا، اور ایک دہائی کے دوران اس نے اپنی سابقہ قوتِ خرید تقریباً مکمل طور پر کھو دی ہے۔ اس حقیقت

نے، 40 فیصد سے زائد افراطِ زر (مہنگائی) کے ساتھ مل کر، عوام کے معیارِ زندگی پر براہِ راست اور کاری ضرب لگائی ہے۔

افراطِ زر میں اضافے اور خوراک، رہائش اور بنیادی سہولیات کی قیمتوں میں گراں باری نے کروڑوں خاندانوں کے لیے پرانا معیارِ زندگی برقرار رکھنا ناممکن بنا دیا ہے۔ لوگوں کی حقیقی آمدنی کم ہو گئی ہے اور سماجی ترقی (طبقات کے درمیان منتقلی) تقریباً رک گئی ہے۔ موجودہ بحران میں اس میں کوئی شک نہیں کہ پابندیوں کا بڑا ہاتھ ہے، لیکن وہ صرف پہلے سے موجود اندرونی مسائل کو مزید گہرا کرتی ہیں، جن میں ناقص انتظام، بدعنوانی، ڈھانچہ جاتی خرابیاں اور معیشت کا محدود آمدنی کے ذرائع پر انحصار شامل ہے۔ نتیجے کے طور پر، معاشی غم و غصہ ایک عارضی مسئلے سے ایک طویل مدتی دائمی حالت میں بدل جاتا ہے، جس کی وجہ سے احتجاج اور مظاہرے تقریباً ناگزیر ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ

ایران میں احتجاجات کو کسی بیرونی طاقت کے مسلط کردہ منصوبے کے طور پر نہیں، بلکہ بنیادی طور پر ریاست کے اندرونی ڈھانچہ جاتی مسائل کی علامت کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ ہاں، بیرونِ ملک ایسی قوتیں موجود ہیں جن کا موجودہ عدم استحکام میں مفاد ہے اور وہ اپنے فائدے کے لیے جو کچھ ہو رہا ہے اسے سرگرمی سے استعمال کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، لیکن یہ وجہ نہیں بلکہ نتیجہ ہے۔ چنانچہ، واقعات کی تشریح صرف بیرونی سازش کے طور پر کرنا ایرانی حکام کے لیے منظر نامے کو سادہ بنا کر پیش کرنے اور بنیادی معاشی، سیاسی اور ادارہ جاتی مسائل پر غور کرنے سے بچنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ساتھ ہی، یہی مسائل معاشرے کے اندر سماجی ماحول تشکیل دیتے ہیں۔ ایسے ماحول میں، احتجاج کوئی نایاب واقعہ نہیں رہ جاتا، بلکہ ایران میں روزمرہ کی حقیقت کا ایک بار بار دہرایا جانے والا عنصر بن جاتا ہے۔ ان حالات میں، ریاست کا "اسلامی" نام اب صرف ایک نمائشی اور ظاہری عنصر بن کر رہ گیا ہے۔

برہان کا دورہ ترکی: اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے اور امریکی منصوبے پر عمل درآمد کے لیے ایک غلامانہ اقدام ہے

تحریر: استاد ابراہیم مشرف

(ترجمہ)

سوڈانی عبوری خود مختار کونسل کے سربراہ عبد الفتاح البرہان کے حالیہ دورہ ترکی نے سیاسی حلقوں میں ایک وسیع بحث چھیڑ دی ہے۔ بعض اسے علاقائی تعاون اور مدد کو مضبوط بنانے کی جانب ایک قدم قرار دے رہے ہیں، جبکہ دیگر کا خیال ہے کہ یہ محض ایک رسمی اقدام ہے جس کا سوڈان میں جاری جنگ اور سنگین ہوتے ہوئے بحران پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ (الجزیرہ نیٹ)۔

برہان کا دورہ ترکی ایک ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب سوڈانی فوج، ریپڈ سپورٹ فورسز (RSF) اور ان کی اتحادی پیپلز لبریشن موومنٹ-نارتھ کے درمیان فوجی کارروائیاں رکی ہوئی ہیں، سوائے صوبہ کردفان میں کبھی کبھار ہونے والی جھڑپوں کے۔ اس کے ساتھ ساتھ سوڈانی حکومت پر بین الاقوامی دباؤ ہے کہ وہ تنازع کے خاتمے کے لیے گزشتہ 12 ستمبر کو امریکہ کی جانب سے پیش کردہ "کواڈ" (جس میں مصر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور امریکہ شامل ہیں) کے روڈ میپ کو قبول کر لے۔ تاہم خرطوم، متحدہ عرب امارات کی شمولیت کو مسترد کرنے پر بضد ہے کیونکہ وہ ریپڈ سپورٹ فورسز کی حمایت کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے اندر سے بھی یہ دباؤ ہے کہ ریپڈ سپورٹ فورسز کے ساتھ کسی بھی قسم کی جنگ بندی قبول نہ کی جائے۔

گزشتہ 25 دسمبر کو ترکی کا دارالحکومت انقرہ، برہان کی دس دنوں کے دوران تیسری منزل تھی۔ اس سے قبل وہ اسی مہینے کی 15 اور 18 تاریخ کو بالترتیب ریاض اور قاہرہ کا دورہ کر چکے تھے۔ یہ بیرونی دورہ ایک ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب خرطوم پر بیرونی دباؤ بڑھ رہا ہے اور ملک کے مغرب اور مشرق کو جوڑنے والے صوبہ کردفان میں فوج کو پسپائی کا سامنا

ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ترکی نے سیکورٹی اور دفاع کے شعبوں میں سوڈان کو بڑے پیمانے پر مدد فراہم کرنا بند نہیں کیا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان اس حوالے سے معاہدے موجود ہیں۔

اس ملاقات کے تناظر میں ترکی کی صدارت کی جانب سے ایک بیان جاری کیا گیا جس میں واضح کیا گیا کہ ترکی اور سوڈان کے درمیان تجارت، زراعت سے لے کر دفاعی صنعتوں اور کان کنی تک متعدد شعبوں میں تعاون کو مضبوط بنایا جائے گا۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ ترکی، سوڈانی عوام کی ضروریات پوری کرنا جاری رکھے گا، جو انسانی بحران کا سامنا کر رہے ہیں، اور مزید انسانی امداد فراہم کرے گا۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ استقبالیہ تقریب میں ترکی کی جانب سے وزرائے خارجہ حقان فیدان، وزیر دفاع یشار گولر، وزیر زراعت ابراہیم یومقلی، انٹیلی جنس ادارے کے سربراہ ابراہیم کالن اور دفاعی صنعت کے ادارے کے سربراہ خلوق گورگون شریک ہوئے۔ جبکہ عبوری خود مختار کونسل کے سربراہ کے ہمراہ وزارتِ خارجہ کے انڈر سیکرٹری معاویہ عثمان خالد، جنرل انٹیلی جنس سروس کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹیننٹ جنرل احمد ابراہیم مفضل اور ڈیفنس انڈسٹریز سسٹم کے ڈائریکٹر جنرل لیفٹیننٹ جنرل میر غنی ادریس موجود تھے۔

استقبالیہ تقریب کے بعد دونوں ممالک کے رہنماؤں نے ایک دوطرفہ ملاقات کی، جس کے بعد دونوں وفود کے درمیان ورکنگ ڈنر ہوا۔ (الجزیرہ + اناطولو)۔ برہان نے واضح کیا کہ سوڈان اور ترکی نے پہلے ہی مفاہمت کی یادداشتوں اور تعاون کے معاہدوں پر دستخط کر رکھے تھے، لیکن ان پر عمل درآمد سست تھا، اور ان کا موجودہ دورہ متعدد شعبوں میں تعاون کو فروغ دینے کے لیے ضروری طریقہ کار وضع کرنے کے لیے ہے۔ انہوں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ دنیا بھر کے کئی بحرانوں میں امن کے قیام میں ترکی کے کردار کے پیش نظر انہوں نے صدر اردوان سے سوڈانی بحران کا حل تلاش کرنے میں مدد کی درخواست کی ہے۔ برہان نے اس بات پر زور دیا کہ ان کے دورے کا ایک مقصد "ترکی بلا دہشت گردی" منصوبے کے فریم ورک کے تحت ترکی کے تجربے سے فائدہ اٹھانا بھی ہے، جسے وہ ایک قابلِ تقلید تجربہ سمجھتے ہیں۔

اقتصادی معاملے پر برہان نے کہا کہ سوڈانی حکام ترک تاجروں کی سوڈان آمد کو آسان بنانے کے لیے ان کے لیے ویزا ختم کرنے پر مشاورت کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی بھی تصدیق کی کہ ان کے ملک کو آنے والے مرحلے میں تعمیرِ نو، بنیادی ڈھانچے کی بحالی اور توانائی کے شعبے میں ترکی کی صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ سوڈان میں جنگ روکنے کی کوششوں

کے بارے میں برہان نے کہا کہ اس حوالے سے کوششوں اور اقدامات کی باتیں تو ہو رہی ہیں، لیکن ان کے بقول "ملیشیا" (ریپڈ سپورٹ فورسز) اور ان کے پیچھے کھڑی قوتوں کا وجود اس کے حصول میں رکاوٹ ہے، اور انہوں نے ان قوتوں سے ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ سوڈانی خود مختار کونسل نے جنگ کے آغاز سے ہی اسے روکنے کی کوشش کی ہے اور تمام پیش کردہ اقدامات پر اتفاق کیا ہے، لیکن دوسرے فریق نے انکار کر دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جنگ کا خاتمہ آج بھی ممکن ہے، لیکن سوڈان کے مطالبات 2023 کے جدہ معاہدے کے بعد سے تبدیل نہیں ہوئے، جن میں سرفہرست ریپڈ سپورٹ فورسز کو غیر مسلح کرنا اور انہیں مخصوص مقامات پر جمع کرنا ہے، جس کے بعد ان کے معاملے پر غور کیا جائے گا۔

برہان نے اس بات پر زور دیا کہ حل "سوڈانی-سوڈانی" ہونا چاہیے، اور سیاسی حل سے پہلے فوجی صورتحال کا حل ضروری ہے، ان کا ماننا ہے کہ جو لوگ حل کے امتزاج کی بات کرتے ہیں ان کا مفاد ریپڈ سپورٹ فورسز کے مسلسل وجود میں ہے۔

اسی سیاق میں برہان نے کہا کہ سوڈان کو سعودی عرب، مصر اور حال ہی میں امریکی انتظامیہ کی نیتوں پر بھروسہ ہے، اور ان کی صلاحیت پر اعتماد ہے کہ وہ سوڈانی مسئلے کے حل میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں اور مستقبل میں اس حل کے استحکام کی ضمانت دے سکتے ہیں۔

برہان نے اپنی بات کا اختتام امریکی صدر ٹرمپ کو دعوت دیتے ہوئے کیا: "اگر صدر ٹرمپ اس سال کے لیے امن کے علمبردار بننا چاہتے ہیں، تو انہیں سوڈانی معاملے پر غور کر کے اسے حل کرنا چاہیے، اور ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ یہ کر سکتے ہیں۔" (ٹی آر ٹی عربی)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برہان کا دورہ انقرہ امریکہ کی "دُدھاری گائے" سعودی عرب اور ٹرمپ کے "پسندیدہ ڈکٹیٹر" مصر کے سیسی کے دوروں کا ہی تسلسل ہے، نہ کہ ان سے کوئی علیحدہ چیز۔ ریاض کا دورہ سیاسی قانونی جواز اور مذاکراتی راستے کی نمائندگی کرتا تھا، جبکہ قاہرہ سیکورٹی اور خود مختاری کی گہرائی کی نمائندگی کرتا ہے۔ دوسری جانب شام اور لبنان میں ایک علاقائی کھلاڑی کے طور پر انقرہ، امریکہ کو برہان کی نقل و حرکت کے لیے اضافی جگہ فراہم کر رہا ہے اور اسے ایک ایسا پتہ فراہم کر رہا ہے جو سوڈان کے عوام کو ماضی کی شکستیں بھلا دے اور فی الوقت فوجی کارروائیاں روک دے۔ برہان، لیبیا جیسی صورتحال پیدا کر کے یعنی دو حکومتیں اور دو فوجیں بنا کر، دارفور کی علیحدگی کے امریکی منصوبے پر عمل

درآمد کر رہا ہے، اسی لیے فوجی کارروائیاں روک دی گئی ہیں۔ چنانچہ ایسے اقدامات ضروری تھے جو لوگوں کو یہ تاثر دیں کہ جنگ جاری ہے تاکہ وہ برہان کے گرد اکٹھے رہیں اور وہ اپنی مقبولیت نہ کھو دے۔

حکمرانوں کی طرح نظر آنے والے یہ صدور محض ایسے نمائشی اقدامات کر رہے ہیں جو سیاسی کام سے مشابہت رکھتے ہیں، جبکہ حقیقت میں وہ سیاست اور سیاست دان کی تعریف سے بہت دور ہیں؛ کیونکہ وہ ایسی "ماتحت" ریاستوں میں کٹھ پتلی (ایجنٹ) ہیں جو کافر مغرب کی خدمت کرتی ہیں۔ اصل سیاست دان وہ ہوتا ہے جو اپنی امت کے معاملات کی نگہبانی کرے، جو جھوٹ اور دھوکہ دہی نہیں جانتا، بلکہ وہ کرتا ہے جو انبیاء کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: «كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّما هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وإنَّه لا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ»، قالوا: فَما تَأْمُرُنَا؟ قالَ: «فُوا بِبَيْعَةِ الأوَّلِ، فَالأوَّلِ، وَأَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فإنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ» "بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے"۔ صحابہ نے پوچھا: "پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک کے بعد ایک کی بیعت پوری کرو، اور انہیں ان کا حق دو، بے شک اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا جس کا اس نے انہیں نگہبان بنایا تھا" (صحیح بخاری)

ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن

خلافت کا قیام مسلمانوں کا فیصلہ کن (زندگی اور موت کا) مسئلہ ہے

(ترجمہ)

اے مسلمانو! اے مسلم سرزمینوں کی افواج! خلافت کا قیام مسلمانوں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہمیں وثوق اور اطمینان ہے کہ اللہ کی نصرت حاصل ہوگی، اسلام اور مسلمانوں کو عزت ملے گی، جہاد والی خلافتِ راشدہ واپس لوٹے گی، فلسطین پر قابض یہودی وجود کا خاتمہ ہوگا، اور روم فتح ہوگا، بالکل اسی طرح جیسے قسطنطنیہ فتح ہوا تھا اور استنبول اسلام کا گھر بن گیا تھا۔ ہمیں اطمینان ہے چاہے کافر اور منافق کہیں، ﴿إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ﴾ "جب منافقوں اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہا، 'ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے" (سورۃ الانفال: آیت 49) کیونکہ اہل ایمان کے لیے یہ فتح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے وعدے کا حصہ ہے: ﴿**وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ**﴾ "اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور خلافت (اقتدار) عطا فرمائے گا" (سورۃ النور: آیت 55)۔ اور اس جابرانہ دورِ حکومت کے بعد کہ جس میں ہم جی رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی بشارت ہے، «**ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ**» "پھر جبر کی حکومت ہوگی، اور وہ تب تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب وہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت ہوگی۔" پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے (مسند احمد)۔ لہٰذا خلافت، اللہ کے اذن سے، ضرور واپس آئے گی۔ لیکن اس کے قیام کے لیے سنجیدہ اور انتھک محنت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اللہ قادرِ مطلق کی سنت یہ ہے کہ وہ ہمارے لیے خلافت کو قائم کرنے اور اپنے وعدے اور اپنے رسول ﷺ کی بشارت کو پورا کرنے کے لیے آسمان سے فرشتے نہیں بھیجے گا جبکہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ بلکہ وہ ہماری مدد کے لیے فرشتے تب بھیجے گا جب ہم مستعدی، سنجیدگی، سچائی اور اخلاص کے ساتھ اس مقصد کے حصول کے لیے کام کریں گے۔ تب اللہ ہمیں دونوں جہانوں میں فتح اور کامیابی عطا فرمائے گا، اور

یہی عظیم کامیابی ہے۔ حزب التحریر اس مقصد کے لیے کام کر رہی ہے، دل سے اس کی خواہش مند ہے اور اس کے جلد قیام کی منتظر ہے۔ پس اے مسلمانو! جلدی کرو۔ اے اہلِ قوت ! جلدی کرو اور دعوت اور نُصرۃ (عسکری مدد) میں شامل ہو جاؤ، اور حزب کے ساتھ مل کر خلافت کے قیام کے لیے جلدی کرو، محض تماشائی نہ بنو۔ کیونکہ اللہ کے اِذن سے فتح قریب ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْراً﴾ "بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے" (سورۃ الطلاق: آیت 3)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ "اور اس دن مومن اللہ کی مدد پر خوش ہوں گے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی غالب اور رحم کرنے والا ہے" (سورۃ الروم: آیت 4،5)

ریاستِ خلافت کے خاتمے کی 105 ویں برسی کے موقع پر امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم عطا بن خلیل ابو الرشتہ (حفظہ اللہ) کے خطاب کا اقتباس

اگر خلافتِ راشدہ کا احیاء ہوتا ہے، تو تم اپنے اسلاف کی کھوئی ہوئی عزت دوبارہ حاصل کر لو گے

(ترجمہ)

اے مسلمانو! اے مسلم سرزمینوں کی افواج! اگر خلافتِ راشدہ کا احیاء ہوتا ہے، تو تم اپنے اسلاف کی کھوئی ہوئی عزت دوبارہ حاصل کر لو گے، کہ جن کے کارنامے، ان کی قوت اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کی گواہی دیتے ہیں۔ انہوں نے خلافت کو قائم کیا اور اس کی حفاظت کی، چنانچہ وہ معزز ہوئے اور غالب رہے اور اپنے رب کی خوشنودی حاصل کی۔ آپ انہی کی اولاد ہیں، لہٰذا اس حق کی طرف آئیں جس کی انہوں نے پیروی کی اور اس حق کی پیروی کریں، اور اس عظمت کی طرف آئیں جو انہوں نے حاصل کی تھی اور اسے دوبارہ حاصل کریں۔ خلافت کو بحال کرو اور اس کی حفاظت کرو۔ آپ کے درمیان حزب التحریر موجود ہے، اس کی حمایت کرو، کیونکہ یہ اسلامی طرزِ زندگی کو دوبارہ شروع کرنے کے لیے خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے دن رات کام کر رہی ہے۔ یہ امت کی رہبری کرتی ہے اور اس عظیم مشن کی طرف آگے بڑھاتی ہے، اور اپنی خلافت کی پکار سے کافر استعمار کی نیندیں حرام کر رہی ہے۔ تو پھر کیا ہو گا جب خلافت قائم ہو جائے گی اور بحرِ الکاہل کے کناروں سے، جہاں انڈونیشیا اور ملائیشیا واقع ہیں، بحرِ اوقیانوس کے ساحلوں تک، جہاں مراکش اور اندلس واقع ہیں، کافر استعمار کی کھینچی ہوئی سرحدوں اور رکاوٹوں کو پاش پاش کر دے گی؟! تب مسلمان اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ آئیں گے، ایک ریاست کے سائے تلے واحد امت، خلافتِ راشدہ، جو اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے گی، اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرے گی۔ یہ کافر استعمار کے ہاتھوں سے سرزمینِ اسلام اور مسلمانوں کے کنٹرول کو واپس لے گی اور ان کی سرزمینوں کے اندر تک ان کا پیچھا کرے گی اور دنیا کو نئے سرے سے روشن کرے گی۔ اور اس دن حق غالب آئے گا اور باطل مٹ جائے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿**وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً**﴾ "اور کہو، حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے" (سورۃ بنی اسرائیل: آیت 81)۔

ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ "کیا خلافت یہ سب کچھ کر سکتی ہے؟ کیا یہ فتح حاصل کر سکتی ہے اور شکست کی صورتِ حال کو دور کر سکتی ہے؟ کیا یہ مسلم علاقوں کو کافر استعمار سے آزاد کرا سکتی ہے اور یہاں تک کہ ان کے اپنے ٹھکانوں تک ان کا پیچھا کر سکتی ہے؟"۔ ہم کہتے ہیں، "جی ہاں! ہمارا رب، جو بلند و برتر ہے، یہ فرماتا ہے، ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ "اگر تم اللہ کی مدد کرو گے، وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا" (سورۃ محمد، آیت 7)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے نصرت کا حصول اُس اسلامی ریاست کے قیام سے مشروط ہے جو اس کے شرعی قوانین کو نافذ کرے۔ جب یہ قائم ہو جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے فتح عطا فرماتا ہے۔ یہ مضبوطی سے قائم اور طاقتور ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کے دوست اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کے دشمن اس سے ڈرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ» "امام (خلیفہ) ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور جس کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے" (بخاری)۔ خلیفہ اور خلافت ایک ڈھال ہے، ایک تحفظ ہے۔ اور جس کے پاس ڈھال ہو گی، وہ اللہ کے حکم سے فتح یاب ہو گا؛ اس کی علاقے ضائع نہیں ہوں گے، اور اس کے دشمن اس کے قریب نہیں آئیں گے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی گواہی خلافت کی تاریخ دیتی ہے۔ آج بازنطینی سلطنت اور اس کا جاہ و جلال کہاں ہے؟ اور وہ شہر اور شہنشاہ کہاں ہیں؟ پھر ان وسیع خطوں میں کس نے تکبیر کی صدا بلند کی، جو مشرق سے مغرب تک، ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک پھیلے ہوئے تھے، سوائے اسلامی ریاست، اسلام کے سپاہیوں اور اسلام کے عدل کے؟ اور اگر خلافت کو اس وقت مشرق و مغرب میں دو سمندروں کے پار کسی زمین کا علم ہوتا، تو وہ اللہ وحدہ لاشریک کی پکار بلند کرتے ہوئے اس کی گہرائیوں میں اتر جاتی۔

ریاستِ خلافت کے خاتمے کی 105 ویں برسی کے موقع پر امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم عطا بن خلیل ابو الرشتہ (حفظہ اللہ) کے خطاب کا اقتباس

خوف، بے بسی اور تباہی

سرمایہ دارانہ مغرب کا خواتین اور ان کے بچوں کے لیے تحفہ

اور خلافت کے سوا کوئی راستہ نہیں

تحریر: استادہ حنان ابراہیم (اُم علی سعید)

(ترجمہ)

سرمایہ دارانہ نظاموں کے سائے میں، جن کی آگ میں پوری دنیا جل رہی ہے اور جن کی سربراہی امریکہ کر رہا ہے، عورت اور اس کا بچہ ایک انتہائی تکلیف دہ زندگی گزار رہے ہیں۔ شام، سوڈان، عراق، افغانستان، صومالیہ، غزہ اور مغربی کنارے وغیرہ کی خواتین نے ان مصیبتوں اور المیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے۔ شام میں جو خواتین باقی رہ گئی ہیں، وہ شادی کرنے اور بچوں کو جنم دینے سے ڈرتی ہیں تاکہ ان کے بچے اس المناک زندگی کا شکار نہ ہوں جس سے وہ آج خود گزر رہی ہیں۔

شام کی وہ خواتین جو جنگ و جدل کے بعد اب وہاں باقی رہ گئی ہیں، وہ شادی کرنے اور بچوں کو جنم دینے سے شدید خوفزدہ ہیں تاکہ ان کے بچے اس المناک اور پُر تشدد زندگی کا شکار نہ ہوں جس سے وہ آج خود گزر رہی ہیں۔

جہاں تک غزہ کا تعلق ہے، الجزیرہ کی ایک رپورٹ کے مطابق، فلسطینی عورت خود کو اس انسانی المیے کے عین قلب میں پاتی ہے جو غزہ کی پٹی میں یہودیوں کی طرف سے کی جانے والی نسل کشی کی جنگ کا نتیجہ ہے۔ اعداد و شمار ان خواتین اور لڑکیوں پر ٹوٹنے والی اس تباہی کی شدت کو بے نقاب کرتے ہیں جو بمباری، بربادی اور فاقہ کشی کے دو سالوں کے بعد ان پر آئی ہے۔

غزہ کے سرکاری میڈیا آفس کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 12.5 ہزار سے زائد خواتین شہید ہو چکی ہیں، جن میں 9 ہزار سے زائد مائیں شامل ہیں جنہوں نے جنگ کے دوران اپنی جانیں گنوائیں، جبکہ بیوہ ہونے والی خواتین کی تعداد 21.2 ہزار

تک پہنچ گئی ہے۔ انتہائی کٹھن حالات کے نتیجے میں اسقاطِ حمل کے 12 ہزار کیسز درج کیے گئے، جبکہ 107 ہزار حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کو خوراک اور دیکھ بھال کی شدید کمی کے باعث اپنی زندگیوں کو لاحق سنگین خطرات کا سامنا ہے۔

انسانی ہمدردی کی بنیاد پر مداخلت کی ترجیحات کے حوالے سے اقوام متحدہ کی عہدیدار کا کہنا ہے کہ غزہ میں خواتین اور لڑکیوں کو پناہ گاہ، خوراک اور تحفظ سمیت "ہر چیز" کی ضرورت ہے، اور انہوں نے مزید بتایا کہ "غزہ میں ہر سات میں سے ایک گھر کی کفیل عورت ہے"۔

امریکہ اور اس کے حواریوں نے عراق، افغانستان، یمن اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی یہی جرائم کیے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں۔

لیکن وہ کون ہے جس نے مغرب کے لیے مسلمان خواتین کی تذلیل کی راہ ہموار اور آسان بنائی؟ وہ کون ہے جس نے امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس کی ہمارے ملکوں میں من مانی کرنے میں مدد کی؟ کیا وہ عرب و عجم کے مسلم حکمران نہیں ہیں؟ کیا یہ حکمران ہی وہ آلات نہیں ہیں جن کے ذریعے مغرب ہماری عزتوں، دولت اور وسائل پر اپنا ہاتھ مارتا ہے؟

ریاستِ خلافت کی غیر موجودگی میں دنیا اضطراب اور بے چینی کے ایسے دور سے گزر رہی ہے جسے کوئی آنکھ نظر انداز نہیں کر سکتی، اور یہ صورتحال تنازعات کے پھیلتے ہوئے نقشے میں واضح ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیرس کی ایک رپورٹ کے مطابق، دنیا 1946 کے بعد سے اب تک کے سب سے زیادہ تنازعات کا مشاہدہ کر رہی ہے، جس کے بین الاقوامی امن و سلامتی اور کروڑوں انسانوں کی زندگیوں پر سنگین اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ یہ رپورٹ سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر 1325 کے 25 سال مکمل ہونے کے موقع پر جاری کی گئی ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ آج تقریباً 676 ملین خواتین اور لڑکیاں مہلک جنگی علاقوں میں یا ان سے 50 کلو میٹر کے فاصلے پر رہتی ہیں، جو کہ 1990 کی دہائی کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ سال 2023 میں، تنازعات والے علاقوں میں جنسی تشدد کے دستاویزی کیسز میں 2022 کے مقابلے میں 50 فیصد اضافہ ہوا، جہاں خواتین اور چھوٹی لڑکیوں کے خلاف 3688 تصدیق شدہ کیسز درج کیے گئے۔ پھر 2024 میں صورتحال مزید ابتر ہو گئی اور اس میں مزید 25 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ اعداد و شمار محض اعداد و شمار نہیں ہیں، بلکہ وہ خاموش چیخیں ہیں جو اس اخلاقی اور انسانی نظام کے زوال کا اظہار کر رہی ہیں جہاں اب جنگیں خواتین کے جسموں پر لڑی جا رہی ہیں۔

اس تاریک فہرست میں سوڈان کا نام بھی شامل ہے، جو اپنی جدید تاریخ کی شدید ترین اور خونریز ترین جنگ کی لپیٹ میں ہے۔ یونیسیف کی ویب سائٹ نے 27 اگست 2025 کو رپورٹ کیا کہ 500 دنوں کے محاصرے کے بعد شمالی دارفور کا شہر الفاشر بچوں کی تکالیف کا گڑھ بن چکا ہے، جہاں غذائی قلت، بیماریاں اور تشدد روزانہ بچوں کی موت کا سبب بن رہے ہیں۔

ایک پریس بیان میں یہ بھی بتایا گیا کہ حالیہ مہینوں کے دوران الفاشر اور اس کے ارد گرد کے کیمپوں سے کم از کم 6 لاکھ افراد بے گھر ہوئے، جن میں نصف تعداد بچوں کی ہے۔ تقریباً 260,000 شہری، جن میں 130,000 بچے شامل ہیں، اب بھی انتہائی کسمپرسی کے حالات میں محصور ہیں اور گزشتہ 16 ماہ سے ان تک امداد کی رسائی منقطع ہے۔

یونیسیف کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر کیتھرین رسل نے کہا: "ہم ایک تباہ کن المیے کا مشاہدہ کر رہے ہیں - الفاشر کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں جبکہ جان بچانے والی غذائی خدمات کو روکا جا رہا ہے"۔ یونیسیف نے بچوں کے ساتھ زیادتی کے 221 دستاویزی کیسز کا تذکرہ کیا، جن میں 16 متاثرین کی عمریں پانچ سال سے کم تھیں، اور چار بچے ایسے تھے جن کی عمر ایک سال سے بھی کم تھی۔

انسانیت کی کون سی گراوٹ اس قدر سادیت پسندی اور بربریت کا جواز پیش کر سکتی ہے؟ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیرس کی رپورٹ محض منظر کشی سے آگے بڑھ کر ایک دردناک تضاد کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ "جنگوں میں خواتین ریکارڈ تعداد میں ماری جا رہی ہیں"۔

ریاستِ خلافت کے خاتمے کے بعد خواتین اس تباہ کن واقعے کے اثرات جھیل رہی ہیں جس نے ان کی، ان کے بچوں کی اور ان کے خاندانوں کی زندگیوں پر تباہ کن اثرات مرتب کیے ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی ریاست کھو دی جو ہمیشہ ان کی سرپرست اور ان کے حقوق کی محافظ تھی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «**الإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ**» "امام چرواہا (نگہبان) ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے"۔ وہ موت، تباہی، غربت اور محتاجی کی آزمائش میں مبتلا ہو گئیں، جبکہ اسلام نے عورت کا مرتبہ بلند کیا ہے۔ اسلام میں ایسی بہت سی دلیلیں موجود ہیں جو مردوں اور معاشرے کو عورت کے ساتھ احترام سے پیش آنے اور اس کی عزت و وقار کی حفاظت کرنے کا پابند کرتی ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «**اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً**» "عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو" (رواہ مسلم)۔ اس لیے خلافت عورت کی عزت اور اس کی سلامتی کو اپنی پالیسی کا بنیادی ستون بنائے گی۔ دستورِ

خلافت کی دفعہ 112 کے مطابق: الأصل في المرأة أنها أم وربة بيت، وهي عرض يجب أن يصان "عورت کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ ماں اور گھر کی ملکہ ہے، اور وہ ایک ایسی عزت (عِرض) ہے جس کی حفاظت واجب ہے"۔ ریاست معاشرے کے اندر تقویٰ اور اسلام کے احکام کی آگاہی کی حوصلہ افزائی کرے گی، جس سے مردوں کے خواتین کو دیکھنے اور ان کے ساتھ سلوک کرنے کے انداز میں ذمہ داری کی اقدار کو فروغ ملے گا۔ خلافت اپنے سیاسی، تعلیمی اور ابلاغی نظاموں کے ساتھ ساتھ تمام دیگر دستیاب ذرائع کو عورت کے لیے احترام کے نظریے کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال کرے گی۔

اسلام عورت کے خلاف ہر قسم کے تشدد کو حرام قرار دیتا ہے، چاہے وہ گھر میں ہو یا سڑک پر؛ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «لاَ تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللَّهِ» "اللہ کی بندیوں کو مت مارو"۔ ریاستِ خلافت کے مجوزہ دستور کی دفعہ 119 کے مطابق: يمنع كل من الرجل والمرأة من مباشرة أي عمل فيه خطر على الأخلاق، أو فساد في المجتمع "مرد اور عورت دونوں کو کسی بھی ایسے کام کی انجام دہی سے روکا جائے گا جس میں اخلاقی خطرہ ہو یا معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہو"۔ جامع اسلامی سماجی نظام عورت کے وقار کے تحفظ کو اپنے احکام کے مرکز میں رکھتا ہے۔

اسلامی سماجی نظام ایک ایسا فریم ورک فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے عملی طور پر عورت کے وقار کو برقرار رکھا جا سکتا ہے:

اول: اس اصول کے دوبارہ اطلاق کے ذریعے کہ عورت کوئی نمائش کی چیز (کموڈٹی) نہیں ہے؛

دوم: ایک پاکیزہ اور باحیا محیط (ماحول) پیدا کرنے کے ذریعے۔

یہ تمام امور عورت کی حفاظت میں مددگار ثابت ہوں گے اور اس کے خلاف تشدد اور دیگر جرائم کا خاتمہ کریں گے۔ اس کا نتیجہ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل ہو گا جس میں عورت ایک ماں، گھر کی ملکہ اور ایک محفوظ عزت ہو گی، اور مرد کی قوامیت کے ذریعے اسے تحفظ حاصل ہو گا۔ دفعہ 120 کے مطابق: الحياة الزوجية حياة اطمئنان، وعشرة الزوجين عشرة صحبة. وقوامة الزوج على الزوجة قوامة رعاية لا قوامة حكم وقد فرضت عليها الطاعة، وفرض عليه نفقتها حسب المعروف لمثلها "ازدواجی زندگی سکون کی زندگی ہے، اور میاں بیوی کا تعلق رفاقت کا ہے؛ بیوی پر شوہر کی قوامیت دیکھ بھال کی قوامیت ہے نہ کہ حکمرانی

کی، اور عورت پر اطاعت فرض کی گئی ہے، جبکہ مرد پر اپنی بیوی کے لیے معروف (رواج) کے مطابق نفقہ (خرچہ) فرض کیا گیا ہے"۔

اسلام نے شوہر پر بیوی کے حقوق واضح کیے ہیں اور دنیاوی زندگی میں ان کے تعلق کو ان احکام سے جوڑا ہے جو عورت کے ساتھ سختی اور ناروا سلوک کو ختم کرتے ہیں۔ خلافت کے دور کے عدالتی ریکارڈز ظاہر کرتے ہیں کہ جو شوہر اپنی بیویوں کے ساتھ پر تشدد رویہ اختیار کرتے تھے، ریاست انہیں سزا دیتی تھی، جس میں بعض اوقات قید بھی شامل ہوتی تھی۔ اکثر قاضی شوہر کو اس شرط کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتے تھے کہ اگر اس نے دوبارہ اپنی بیوی پر تشدد کیا تو ان کے درمیان طلاق ہو جائے گی اور بیوی اپنے مالی اور ازدواجی حقوق سے دستبردار نہیں ہو گی۔

خلافت اپنی خواتین کے وقار کی حفاظت کے لیے انتہائی اقدامات کرے گی، بشمول اپنی افواج کو ان غیر ملکی قوتوں کے خلاف متحرک کرنا جو عورت کے لیے خطرہ بنتی ہیں، کیونکہ نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافتِ راشدہ کے سائے میں عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت کا ایک عظیم مقام ہے۔

حزب التحریر / ولایہ سوڈان

خلافت کے انہدام کی یاد میں کانفرنس کی دعوت

(ترجمہ)

مسلمانوں کی ریاست "خلافت" کی مسماری کو 105 قمری سال بیت جانے کے موقع پر (28 رجب 1342ھ)، اور مسلمانوں کو نبوت کے طریقے پر اس کی دوبارہ بحالی کے فرض کی یاد دہانی کرواتے ہوئے، حزب التحریر / ولایہ سوڈان آپ کو ایک کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتا ہے جس کا عنوان ہے:

(سوڈان: خون کی سرحدوں کی پالیسی اور لوگوں کو ایک امت میں پرونے کے درمیان)

کانفرنس کا آغاز ریاستِ خلافت کے خاتمے کی 105 ویں برسی کے موقع پر امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم عطا بن خلیل ابو الرشتہ (حفظہ اللہ) کے خطاب سے ہو گا۔ اس کے بعد دعوت کے علمبرداروں کی ایک جماعت کانفرنس میں اہم موضوعات پر مقالے پیش کرے گی۔

وقت: ہفتہ، 28 رجب 1447ھ، بمطابق 17 جنوری 2026ء، دوپہر 12:30 بجے۔

مقام: پورٹ سوڈان، البصیری پلازہ ہوٹل کا کانفرنس ہال، بڑا بازار۔

آپ کا آنا ہمارے لیے باعثِ خوشی اور عزت ہو گا۔

کیا آپ اس بات پر قادر نہیں کہ آپ اُن اسلام کے سپاہیوں کے نقشِ قدم پر چلیں

(ترجمہ)

اے مسلم افواج کے سپاہیو! کیا آپ اس بات پر قادر نہیں کہ آپ اُن اسلام کے سپاہیوں کے نقشِ قدم پر چلیں جو آپ کے پیش رو تھے، اوراللہ کی راہ میں جہاد کے ذریعے فلسطین اور غزہ کو آزاد کرائیں، جسے اللہ غالب و قادرِ مطلق نے فرض کیاہے اور جو اسلام کی بلند ترین چوٹی ہے۔ اور پھر مسلم سرزمین کے ایک ایک انچ کو واگزار کروائیں جسے اس کی اساس سے کاٹ دیا گیا ہے، یا جسے مشرق و مغرب میں کافر استعمار نے اپنے قبضے میں لے رکھا ہے، اور استعماری کفار کا ان کے ٹھکانوں تک پیچھا کریں؟ کیا آپ اس قابل نہیں ہیں؟ جی ہاں، اللہ کے اذن سے، آپ یقیناً قابل ہیں۔

آپ امتِ اسلام کے بیٹے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی امت، مہاجرین و انصار کی امت، خلفائے راشدین اور ان کے پیروی کرنے والے خلفاء کی امت۔ آپ ہارون الرشید کی اولاد ہیں، جس نے بازنطینی (رومی) شہنشاہ کی جانب سے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ توڑنے اور مسلمانوں کے خلاف جارحیت کے جواب میں کہا تھا: (الجواب ما تراه دون ما تسمعه) "میرا جواب تم سنو گے نہیں بلکہ آنکھوں سے دیکھو گے" اور ایسا ہی ہوا۔ آپ مُعتصم کی اولاد ہیں، جس نے ایک مسلمان عورت کی پکار پر لشکر کی قیادت کی، جب بازنطینی رومیوں نے اس پر ظلم کیا اور اس نے صدا لگائی، (وا معتصماه) "ہائے اے معتصم!"۔ مزید یہ کہ، آپ صلاح الدین کی اولاد ہیں، جنہوں نے صلیبیوں کو شکست دی اور 27 رجب 583ھ (2 اکتوبر 1187ء) کو مسجدِ اقصیٰ کو ان کی نجاست سے پاک کرکے آزاد کرایا۔

آپ محمد الفاتح کی اولاد ہیں، وہ نوجوان سپہ سالار جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسولِ اللہ ﷺ کی اُس بشارت سے شرف یاب کیا، جو آپ ﷺ نے (بازنطینی سلطنت کے دار الحکومت) قسطنطنیہ کے فاتح کے بارے دی تھی: «فَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا، وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ» "کیا ہی اعلیٰ وہ امیر ہو گا، اور کیا ہی بہترین وہ لشکر ہو گا!"۔ انہوں نے 857 ہجری (1453ء) میں قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) کو فتح کیا تھا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان پر اپنا انعام کرے۔ آپ سلطان سلیم ثالث کی اولاد ہیں، جن کے الجزائر کے گورنر کو امریکہ نے

642,000 ڈالر کا سونا خراج کے طور پر سالانہ ادا کیا، علاوہ ازیں الجزائر میں اپنے قیدیوں کی رہائی اور عثمانی بحریہ کی مداخلت کے بغیر بحرِ اوقیانوس و بحیرہ روم سے گزرنے کی اجازت کے عوض 12,000 عثمانی طلائی لیرے ادا کرنے کا معاہدہ کیا۔ اور تاریخ میں پہلی بار امریکہ ایک ایسا معاہدہ کرنے پر مجبور ہوا جو اس کی اپنی زبان کے بجائے ریاستِ عثمانیہ کی زبان میں تھا، جو مورخہ 21 صفر 1210ھ (5 ستمبر 1795ء) کو ہوا تھا۔

آپ خلیفہ عبدالحمید کی اولاد ہیں، جنہوں نے استنبول میں فرانسیسی سفیر کو طلب کیا اور جان بوجھ کر اس سے فوجی وردی میں ملاقات کی اور اسے دھمکی دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مبنی ڈرامے کو روکے، اور کہا: "میں مسلمانوں کا خلیفہ ہوں... اگر تم نے اس ڈرامے کو نہ روکا تو میں تمہاری دنیا کو تہہ وبالا کر دوں گا"۔ فرانس نے ان کی بات مان لی اور 1307ھ (1890ء) میں اس کی نمائش پر پابندی لگا دی۔ آپ اسی خلیفہ عبدالحمید کی اولاد ہیں جو نہ تو یہودیوں کی طرف سے سرکاری خزانے میں پیش کیے گئے کروڑوں سونے کے سکوں کے لالچ میں آئے، اور نہ ہی اس بین الاقوامی دباؤ سے خوفزدہ ہوئے جو یہودیوں نے فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت کے لیے اُن پر ڈالا تھا۔ انہوں نے یہ مشہور جملہ کہا: "میرے لیے یہ زیادہ آسان ہے کہ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اس کے بجائے کہ میں فلسطین کو ریاستِ خلافت سے کٹا ہوا دیکھوں"۔ وہ دُور اندیش تھے، جب انہوں نے مزید کہا: "...یہودی اپنی دولت اپنے پاس رکھیں... اگر کبھی خلافت پارہ پارہ کر دی گئی، تو وہ فلسطین مفت میں لے لیں" اور بالکل ایسا ہی ہوا!

ریاستِ خلافت کے خاتمے کی 105 ویں برسی کے موقع پر امیر حزب التحریر، جلیل القدر عالم عطا بن خلیل ابو الرشتہ (حفظہ اللہ) کے خطاب کا اقتباس

'قیصر ایکٹ' سے سرپرستی تک: شامی نگرانی کا نیا مرحلہ

پابندیاں براہِ راست نگرانی میں بدل گئیں

تحریر: استاد عبدو الدلی

(ترجمہ)

شام پر سے پابندیاں ہٹانے یا معطل کرنے کی باتیں نہ تو بے غرض تھیں اور نہ ہی انسانی بنیادوں پر، جیسا کہ میڈیا میں اس کی تشہیر کی گئی، بلکہ یہ ایسی بھاری شرائط کے ساتھ سامنے آئی ہیں جو واضح طور پر دباؤ کے انداز میں تبدیلی کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ دباؤ اب ہمہ گیر پابندیوں کی شکل سے نکل کر ایک زیادہ خطرناک اور گہری صورت اختیار کر گیا ہے، یعنی براہِ راست سیاسی نگرانی، خودمختار فیصلوں پر سرپرستی، اور معاشی بحالی کو امریکہ کی خوشنودی سے مشروط کرنا۔

آج جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ 'قیصر ایکٹ' سے نکلنا نہیں ہے، بلکہ اسے زیادہ نرم، زیادہ مداخلت کار اور ریاست و معاشرے کے اہم حصوں سے زیادہ مضبوطی سے جڑے ہوئے آلات کے ساتھ دوبارہ تیار کرنا ہے۔

پہلے ہی لمحے سے پابندیوں کی معطلی کو ایک کامیابی یا تاریخی موقع کے طور پر پیش کیا گیا، جبکہ اس بنیادی حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا کہ یہ پابندیاں خود ایک ظلم اور جارحیت تھیں جنہوں نے براہِ راست لوگوں کی زندگیوں کو نشانہ بنایا؛ ان کے معاش، ان کی ادویات اور ان کی خوراک کو متاثر کیا۔ لہٰذا، اس قانون کا خاتمہ کوئی احسان نہیں ہے، چہ جائیکہ اس کے بدلے کوئی قیمت ادا کی جائے۔ لیکن امریکہ، اپنی عادت کے مطابق، دباؤ کے ہتھکنڈوں سے دستبردار نہیں ہوتا، بلکہ صرف وقت کی ضرورت کے مطابق ان کی شکلیں بدل دیتا ہے۔

قیصر قانون اپنی روح میں محض معاشی پابندیاں نہیں تھا، بلکہ شام پر ایک مخصوص راستہ مسلط کرنے کا سیاسی ڈھانچہ تھا، جس کا عنوان حکمرانی کی نئی ترتیب، سیاسی و سیکورٹی ماحول کو قابو میں لانا، اور تعمیرِ نو و معیشت کو امریکی وژن کے مطابق سیاسی انتقالِ اقتدار کی شرائط سے جوڑنا تھا۔ بشار حکومت کے خاتمے کے بعد، اگر مغرب سچا ہوتا تو توقع یہی تھی کہ پابندیاں خود بخود ختم کر دی جاتیں کیونکہ وہ ایک ایسی حکومت پر لگائی گئی تھیں جو اب باقی نہیں رہی۔ لیکن جو ہوا وہ اس

کے بالکل برعکس ہے؛ جہاں پابندیوں کو برقرار رکھا گیا اور پھر مشروط نرمی کا دروازہ کھول دیا گیا، تا کہ اسے ایک اجتماعی سزا سے ایک باریک بنی والے بلیک میلنگ کے آلے میں تبدیل کر دیا جائے۔

آج امریکی کانگریس کی جانب سے قیصر قانون کے خاتمے کے لیے جو شرائط سامنے آ رہی ہیں، وہ اس تبدیلی کی واضح عکاسی کرتی ہیں۔ یہ شرائط لوگوں کی امداد یا جنگ سے تباہ شدہ علاقوں کی تعمیرِ نو سے متعلق نہیں ہیں، بلکہ ان کا مرکز حساس سیکورٹی اور سیاسی معاملات ہیں: جیسے امریکہ کی تعریف کے مطابق دہشت گردی کا مقابلہ کرنا، ان لوگوں کا کردار ختم کرنا جنہیں وہ 'غیر ملکی جنگجو' کہتا ہے، مخصوص مسلط کردہ معیار کے مطابق چھوٹی نسلوں (اقلیتوں) کا تحفظ، اور فوجی فیصلوں پر کنٹرول۔ یہ سب کچھ ایک مقررہ وقت کے اندر ہے، جس میں کچھ ایسی کارروائیاں شامل ہیں جنہیں 'فیکٹری ری سیٹ' کے بٹن کہا جا سکتا ہے، جو راستہ بھٹکنے کی صورت میں پابندیوں کی فوری واپسی کی اجازت دیتے ہیں۔

حالیہ بیانات پہلے سے کہیں زیادہ واضح ہیں۔ یورپی یونین کے وزرائے خارجہ نے پابندیوں کے حتمی خاتمے کی بات نہیں کی، بلکہ ایک 'روڈ میپ'، 'قریبی نگرانی' اور 'غلط اقدامات کی صورت میں فیصلے کی واپسی' کا ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک ایسے مستقل نگرانی کے نظام کے سامنے ہیں جو اپنی حقیقت میں 'سرپرستی' سے مختلف نہیں ہے، جہاں انہیں داخلی پالیسیوں کے جائزے، ریاست کے رجحانات پر فیصلے کرنے اور ضرورت پڑنے پر مداخلت کا حق مل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سفارت خانوں کا دوبارہ کھلنا بھی سفارتی تعلقات کی بحالی کے طور پر نہیں، بلکہ دمشق کے اندر اپنی آنکھوں اور کانوں کے ساتھ براہِ راست موجود رہنے کے ایک ذریعے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ان سب میں سب سے خطرناک بات پابندیوں میں نرمی اور حکمرانی کی شکل کے درمیان واضح تعلق ہے۔ 'جامع غیر فرقہ وارانہ حکومت' اور 'سیکولر ریاست' پر بار بار زور دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ معاملہ معاشی نہیں بلکہ خالصتاً فکری اور سیاسی ہے۔ امریکہ افراتفری سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اسلام، زندگی اور حکمرانی کے ایک نظام کے طور پر، اس سیاسی خلا کو پُر کر دے گا جو ان کے مسلط کردہ سرمایہ دارانہ سانچوں سے باہر ہے۔ اسی لیے 'انتہا پسندی کے خلاف جنگ' اور 'اقلیتوں کے تحفظ' جیسے عنوانات کو استعمال کیا جاتا ہے تاکہ مطلوبہ ماڈل سے کسی بھی انحراف کی صورت میں انہیں ایک تیار لاٹھی کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔

اس لحاظ سے، پابندیوں سے نگرانی کی طرف منتقلی دباؤ میں کمی نہیں بلکہ اسے نئے سرے سے ترتیب دینا ہے۔ قیصر ایکٹ کے مرحلے میں دباؤ، سخت اور وسیع اثرات والا تھا، لیکن وہ سیاسی طور پر مہنگا تھا۔ مگر آج، یہ دباؤ انتخابی، مشروط اور نرم

انسانی و ابلاغی زبان کے ساتھ ہے، جس میں سیاسی اور معاشی فیصلوں کی تفصیلات میں براہِ راست مداخلت کی زیادہ صلاحیت موجود ہے۔ یہ شام کو فوجی قبضے کے ذریعے نہیں، بلکہ بین الاقوامی تسلیم شدہ حیثیت کے ذریعے باہر سے چلانے کی ایک کوشش ہے۔

ان حقائق سے نظریں چرانا اور پابندیوں کے خاتمے پر جشن منانا صرف ایک وہم کو دوبارہ جنم دینے کے سوا کچھ نہیں۔ شام اور دیگر مقامات پر مغرب کے ساتھ تاریخی تجربہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آج جس رعایت کا مطالبہ کیا جارہا ہے، کل اس کے بعد ایک اور مطالبہ آئے گا، اور شرائط کی کوئی حد نہیں ہے۔ جو شخص اپنی روزی روٹی کو بیرونی خوشنودی سے جوڑ دیتا ہے، وہ اپنے آپ کو کسی بھی آزادانہ فیصلے سے قاصر پائے گا، چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔

آج ضرورت مغرب کو اطمینان بخشنے والے بیانات یا اسے خوش کرنے کی دوڑ کی نہیں ہے، بلکہ نظام کے خاتمے کے بعد کی سیاسی جنگ کی نوعیت کا شعوری ادراک کرنے کی ہے۔ یہ جنگ ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کی شکل بدل گئی ہے۔ لہٰذا، بیرونی ڈکٹیشن سے دور رہتے ہوئے فیصلوں کی آزادی، خود انحصاری کی بنیاد پر معیشت کی تعمیر، دستیاب وسائل کا استعمال اور داخلی سیکورٹی کی ترتیب، اس نئی سرپرستی کے موقع کو ناکام بنانے کے بنیادی عناصر ہیں۔ جہاں تک نجات کے راستے کے طور پر پابندیوں کی معطلی یا خاتمے پر بھروسہ کرنے کا تعلق ہے، تو یہ محض ایک سراب کے پیچھے بھاگنے کے مترادف ہے۔

آخر میں، آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک حقیقی امتحان ہے: یا تو برسوں کی قربانیوں کی تکمیل ایک آزاد خود مختار فیصلے سے کی جائے جو ملک کو سیاسی اور معاشی تجربہ گاہ بنانے سے انکار کر دے، یا پھر زیادہ نرم آلات کے ذریعے غلامی اور تابعداری کو دوبارہ پیدا کیا جائے۔ ان دونوں کے درمیان، یہ حقیقت اٹل ہے کہ امریکہ اور اس کے ساتھی کبھی بھی اس امت کے مفاد کے خیر خواہ نہیں رہے اور نہ ہی ہوں گے، اور عزت کا راستہ واشنگٹن کی چابیوں سے نہیں کھلتا، بلکہ ایک ایسے بیدار داخلی ارادے سے کھلتا ہے جو عارضی محاصرے کے خاتمے کے بدلے اپنے فیصلوں کا سودا نہیں کرتا۔

ولایہ شام میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن

خلافت کے انہدام کی 105 ویں برسی کے موقع پر تازہ عزم اور بڑھتی ہوئی امید

تحریر: انجینئر صلاح الدین عضاضہ

(ترجمہ)

عالمی حالات وواقعات اور بالخصوص اسلامی ممالک سے متعلق صورتحال کا گہرائی سے مشاہدہ کرنے والا دیکھ سکتا ہے کہ یہ خطہ بڑی تبدیلیوں کا گواہ بن رہا ہے، جو اس بات کا پتا دیتی ہیں کہ بڑی تبدیلیاں ناگزیر طور پر آنے والی ہیں۔ اب جمود یا نیم جمود کی کیفیت باقی نہیں رہی، بلکہ دنیا ان تازہ ترین حالات کے باعث جوش و خروش سے ابل رہی ہے۔ میں خاص طور پر اس کا تذکرہ کر رہا ہوں جس کا تعلق امتِ مسلمہ اور اس کے اور استعمار کے درمیان جاری کشمکش سے ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب اور کفر کی مہم، جس کی شدت میں اضافہ ہوا ہے اور جو غزہ کی پٹی پر جنگ میں اپنی بدترین شکل میں سامنے آئی ہے، اس وقت ظاہر ہوئی جب استعمار نے اپنے دانت نکال لیے اور امت کے خلاف ایک صف ہو گئے۔ امت نے اس کا مقابلہ مزید ثابت قدمی اور چیلنج کے ساتھ کیا جس نے استعمار کو عاجز کر دیا ہے اور ان کے خوابوں کو چکنا چور کرنے کے قریب ہے۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ امریکہ اب اس طرح نہیں سوچ رہا جیسے پہلے سوچتا تھا، کیونکہ اس کی نئی انتظامیہ نے دنیا کے پولیس مین یا قائد کے طور پر کام کرنے کو بے سود سمجھا ہے۔ اب وہ اپنے مفادات کے بارے میں ایک ایسے طاقتور شخص کے نقطہ نظر سے سوچ رہا ہے جو "سب سے پہلے امریکہ " اور "امریکہ کو پھر سے عظیم بنائیں" کے نعرے کے تحت اپنی ذات تک محدود رہتے ہوئے وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے جو وہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ صورتحال اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ سابق صدر جو بائیڈن کو یہ کہنا پڑا کہ "ریاستہائے متحدہ کو بین الاقوامی سطح پر اپنا قائدانہ کردار جاری رکھنا چاہیے"، انہوں نے اس کردار سے پیچھے ہٹنے کے نتائج سے خبردار کیا اور سوال کیا کہ اگر واشنگٹن عالمی قیادت کے منصب سے دستبردار ہو گیا تو اس خلا کو کون پر کرے گا؟

نئی انتظامیہ کے ارکان پر آنے والے اسلام کا خوف اور دہشت طاری ہے، جسے ہم امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو کے فاکس نیوز کو دیے گئے ایک انٹرویو کے الفاظ سے محسوس کر سکتے ہیں۔ اس نے کہا: "دنیا بھر میں تمام انتہا پسند اسلامی تحریکیں

عموماً مغرب اور خصوصاً ریاستہائے متحدہ امریکہ کو روئے زمین پر سب سے بڑے شر (برائی) کے طور پر دیکھتی ہیں"۔ اس کا مزید کہنا تھا: "انتہا پسند اسلام صرف عراق یا شام کی کسی ریاست پر قبضے پر اکتفا نہیں کرے گا"۔ انہوں نے یہ بھی کہا: "انتہا پسند اسلام نے واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس کا مقصد صرف دنیا کے ایک چھوٹے سے حصے پر قبضہ کرنا اور اپنی چھوٹی سی خلافت قائم کرنا نہیں ہے"، بلکہ "انتہا پسند اسلام پھیلنا چاہتا ہے؛ یہ تحریک اپنی فطرت میں انقلابی ہے اور اس کا مقصد مزید علاقوں اور لوگوں پر غلبہ پانا ہے"۔

یہ وہی وہم یا ڈراونا خواب ہے جو یہودی وجود کے وزیر اعظم نیتن یاہو کو پریشان کر رہا ہے، جس نے حال ہی میں اپنے بیانات میں کہا: "میں نے بارہا کہا ہے کہ ہم مشرقِ وسطیٰ کا چہرہ بدل دیں گے، اور ہم اس وقت یہی کر رہے ہیں"۔ اس نے مزید کہا کہ "میری حکومت کے فیصلوں اور اس کی ثابت قدمی کی بدولت ہم نے غزہ، لبنان، شام اور دیگر مقامات پر شر کے محور کو توڑ دیا ہے؛ ہم اپنے دشمن کو اچھی طرح جانتے ہیں، اور ہم یہاں یا لبنان میں کسی خلافت کے وجود کو قبول نہیں کریں گے، اور ہم اسرائیل کی بقا کو یقینی بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں"۔

ایک طرف یہودی وجود دو سال سے زائد عرصے سے غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے پر اپنی وحشیانہ جنگ جاری رکھے ہوئے ہے اور اس کے ساتھ تمام استعماری اور کفریہ ممالک شامل ہیں، اور اس کے شر کے اثرات یمن، شام، لبنان، عراق اور ایران تک پہنچ چکے ہیں، اور وہ پورے خطے پر اپنی فضائی برتری اور جدید ترین طیاروں اور دفاعی پروگراموں پر فخر کرتا ہے۔ دوسری طرف امریکی صدر ٹرمپ ہیں جو اپنے اسٹیلتھ طیاروں اور دیو ہیکل بمبار طیاروں پر فخر کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ یورپ کے حکمران اور قائدین ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ اور یہودی وجود کو ظلم و ستم کے تمام اسباب فراہم کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں کی۔ اسی طرح روس اور چین بھی ہیں جنہوں نے وسطی ایشیا، کریمیا اور مشرقی ترکستان میں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے ہیں۔ اس تمام جبر، جرائم اور تکبر کے باوجود، وہ خود اسلام کے اس "دیو" سے خوفزدہ ہیں جس کے بارے میں وہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ جلد ہی بیدار ہونے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ وقت کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں، مثال کے طور پر شام میں نئی شامی حکومت کے ساتھ مل کر اس کی بیداری کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں، کیونکہ امت اب ایک ایسے گرم توے کی طرح ہو چکی ہے جو قابو سے باہر ہونے کے قریب ہے۔

چنانچہ، وہ گہری تاریکی جو مسلمانوں کے ممالک پر چھائی ہوئی ہے، اپنے پیچھے ایک بڑی امید اور قریب آنے والی کشادگی کو چھپائے ہوئے ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پورا ہو: ﴿**قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللّهِ وَاصْبِرُواْ إِنَّ الأَرْضَ لِلّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ**

﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ "موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، بے شک زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجامِ کار پرہیزگاروں کے لیے ہے" (سورۃ الاعراف: آیت 128)

اگرچہ مسلمان اب بھی ایسی خلافت کے بغیر ہیں جو ان پر سایہ کرے اور ان کے بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرے، اور ایسا کوئی امام نہیں ہے جس کے پیچھے رہ کر وہ بچاؤ کریں اور لڑیں اور جو ان پر شفقت کرے، لیکن ان کی جینے کی ضد اور اپنے اسلام پر ثابت قدمی وہ چیز ہے جسے مغرب اور استعمار نے محسوس کیا ہے۔ مصائب نے انہیں مزید نکھار دیا ہے، اور ضربوں نے انہیں ختم نہیں کیا بلکہ انہیں مزید قوت اور مضبوطی بخشی، تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول سچ ثابت ہو: ﴿وَلِيُمَحِّصَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ﴾. "اور تاکہ اللہ ایمان والوں کو چھانٹ کر الگ کر دے اور کافروں کو مٹا دے" (سورۃ آلِ عمران: آیت 141)

خلافتِ عثمانیہ کے انہدام کی یہ 105 ویں برسی اس سال ہم پر ایسے وقت میں آئی ہے جب ہم امت اور حاملینِ دعوت کے اندر اسلامی زندگی کے دوبارہ آغاز کے لیے ایک تازہ عزم دیکھ رہے ہیں۔ یہ عزم ایک ایسی امید کے ساتھ ہے جو موجودہ نظاموں کا، لوگوں اور عوام کی نظروں میں گرنے، اور مغرب کے اپنے اندرونی مسائل اور مشرقی ممالک کے ساتھ کشمکش میں الجھنے کے باعث مزید گہری ہو رہی ہے اور بڑھتی جا رہی ہے۔

ہمیں کامل یقین ہے کہ اللہ کی نصرت قریب ہے اور وہ اللہ کے حکم سے یقیناً آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاء وَالضَّرَّاء وَزُلْزِلُواْ حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللّهِ قَرِيبٌ﴾ "کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں پر آئے تھے؟ انہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا دیے گئے یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے" (سورۃ البقرۃ: آیت 214)

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے ڈائریکٹر

خلافتِ راشدہ ہی آنے والی تبدیلی کا منصوبہ ہے

دنیا بھر کی تمام قومیں اسلام اور خلافت کی واپسی کے خلاف متحد ہو چکی ہیں، خاص طور پر اس لیے کہ اب اس کا تذکرہ نہ صرف عام حلقوں اور لوگوں میں ہونے لگا ہے، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے ان کینہ پرور دشمنوں کی زبانوں پر بھی آچکا ہے جن پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دی گئی ہے۔ پس ہر کوئی اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ خلافت ہی اللہ کے حکم سے آنے والی تبدیلی کا اصل منصوبہ ہے، اور اپنی عظمت کے باعث جب یہ دوبارہ قائم ہو گی تو امت کی صلاحیتوں میں ایک نئی روح پھونک دے گی اور اسے دنیا میں دوبارہ اپنا وہ کردار ادا کرنے کے قابل بنا دے گی جس کے ذریعے وہ اس دنیا کو موجودہ بدترین حالات سے نجات دلا سکے۔ کافر مغرب بخوبی جانتا ہے کہ وہ اس امت کی زندگی کی رمق کو ختم کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ ایک پختہ عقیدے والی ایک زندہ اور متحد امت ہے۔

دنیا میں کفر کے سرغنہ خلافت کی واپسی سے خوفزدہ ہیں، اس لیے ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ امتِ مسلمہ کا اپنی ریاست کے ساتھ دوبارہ جڑ جانا انسانی تاریخ میں ایک "ایٹمی دھماکے" جیسی قوت کا حامل واقعہ ثابت ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ریاست ہی وہ اصل طاقت اور تعمیری انتظامی ڈھانچہ ہوتی ہے جس کی موجودگی میں امت کی قوتیں منظم ہوتی ہیں، اس کی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں اور اس کی بکھری ہوئی طاقتیں یکجا ہو کر ایک پیداواری اور تعمیری قوت بن جاتی ہیں؛ جبکہ ریاست کے بغیر امت زوال کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کے وسائل و ثمرات لوٹ لیے جاتے ہیں۔ اسی لیے ہم امتِ مسلمہ کے عوام، علماء، افواج اور اہلِ قوت و نصرت کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے حزب التحریر کے ساتھ مل کر نبوت کے طریقے پر خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے جدوجہد میں تیزی لائیں؛ کیونکہ یہی تمام فرائض کی تاج اور اللہ کی طرف سے نصرتِ موعود (جس کا وعدہ کیا گیا ہے) ہے۔

حزب التحریر اس عظیم فضیلت کی واپسی کا راستہ واضح کر چکا ہے، اور وہ مسلسل امت کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے تاکہ اسے استعماری کافر مغرب کے مسلط کردہ کفر کے خود ساختہ (انسانوں کے بنائے ہوئے) نظاموں کی غلامی سے نجات دلائی جائے۔ اس جدوجہد کا مقصد امت کو دوبارہ اس طرح کھڑا کرنا ہے کہ وہ اپنی عزتِ رفتہ کو بحال کرے، اپنے مقدسات کو آزاد کروائے اور پوری انسانیت کو سرمایہ دارانہ نظام کی تاریکیوں اور اس کے جبر سے نکال کر اسلام کے عدل اور اس کی رحمت کے سائے میں لے آئے۔

قرآنی ریاست وہی ہے جو اس کے احکامات نافذ کرتی ہے

بے شک قرآنی ریاست وہی ہے جو اللہ کی شریعت کو نافذ کرے، اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے کرے، حدود قائم کرے، سرحدوں کی حفاظت کرے اور پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانے کے لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرے؛ اور یہ ریاست ہر اس ہاتھ کو کاٹ دے جو قرآن کی طرف کسی برائی کے ارادے سے بڑھے۔ اس کے برعکس، ہم دیکھتے ہیں کہ آج ہمارے ممالک میں قائم نظام قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، جو کہ اسلام یعنی قرآن و سنت سے صریح انحراف ہے؛ اس سے بڑھ کر یہ کہ یہ نظام انسانوں کے بنائے ہوئے (وضعی) قوانین کے ذریعے حکومت کرتے ہیں، فحاشی، برائیوں اور رذالتوں کو پھیلاتے ہیں، اور اسلام کی حکمرانی کے قیام کے لیے کام کرنے والوں کے خلاف ایک بے رحمانہ جنگ لڑتے ہیں۔

پس مسلم ممالک میں آج جتنے بھی وضعی نظام قائم ہیں، وہ طاغوت کی حکمرانی، اس کے تسلسل اور وضعی قوانین کے نفاذ کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں؛ وہ ہر اس شخص کا پیچھا کرتے ہیں جو ان کی مخالفت کرے اور ان کی غلطی اور اسلام سے ان کے تضاد کو واضح کرے۔ یہ نظام حاکمیت (اقتدارِ اعلیٰ) عوام کو سونپتے ہیں، مسلمانوں کے درمیان تقسیم کو جڑ پکڑنے میں مدد دیتے ہیں اور ان پر کافروں کے غلبے کو آسان بناتے ہیں۔ چنانچہ وہ ریاست جو قرآن اور اسلام کے تمام احکامات کو نافذ کرتی ہے، وہ صرف خلافت کی ریاست ہے جو حاکمیت شریعت کو سونپتی ہے، مسلمانوں کو متحد کرتی ہے اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتی ہے۔

بے شک نبوت کے طریقے پر قائم ہونے والی دوسری خلافتِ راشدہ ہی وہ واحد ریاست ہے جو اسلام کو نافذ کرے گی اور اسے لوگوں کی عملی زندگی میں قائم کرے گی؛ یہی وہ ریاست ہے جو اسلام، اس کے نبی ﷺ، قرآن یا مسلمانوں کی شان میں گستاخی کرنے والی ہر زبان کو لگام دے گی۔ پس اے مسلمانو! اس ریاست کے قیام کے لیے حزب التحریر کے ساتھ مل کر بھرپور جدوجہد کے لیے جلدی کرو اور اس کی قیادت کے پیچھے اپنی صفیں درست کر لو؛ کیونکہ یہی تمہارے رب کا فرض، تمہاری عزت کا سرچشمہ، تمہارے دشمن کو مغلوب کرنے والی، تمہارے دین و مقدسات کی محافظ اور تمہاری سرزمین کو آزاد کرانے والی ہے۔

حزب التحریر / ولایہ سوڈان نے سوڈان کے مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے کیے

حزب التحریر / ولایہ سوڈان نے رجب 1342ھ میں خلافت کی مسماری کی 105 ویں برسی کی یاد میں جمعہ 20 رجب 1447ھ (9 جنوری 2026ء) کو سوڈان کے مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے (وقفات) کیے۔

پورٹ سوڈان شہر، جو کہ انتظامی دارالحکومت ہے، وہاں ٹرانزٹ محلے میں واقع مسجدِ ذوالنورین کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا، جہاں حزب التحریر کے رکن جناب یعقوب ابراہیم نے حاضرین سے خطاب کیا۔

- ریاستِ نیلِ ابیض کے شہر ربک میں مسجدِ تقویٰ کے سامنے مظاہرہ ہوا۔
- ریاستِ جنوبی کردفان کے شہر العباسیہ تقلی میں، بازار کے علاقے میں واقع مسجدِ فویلہ کے سامنے اجتماع ہوا۔
- ریاستِ شمالی کردفان کے صدر مقام شہر الابیض میں، ابنِ مسعود مارکیٹ کی مسجد کے سامنے مظاہرہ ہوا، جہاں حزب التحریر کے رکن جناب محمد قونی محمد نے خطاب کیا۔
- خرطوم بحری میں درو شاب کے مقام پر مسجدِ قباء کے سامنے مظاہرہ کیا گیا۔
- ام درمان شہر میں صابرین مارکیٹ کی جامع مسجد کے سامنے اجتماع ہوا، جس سے حزب التحریر ولایہ سوڈان کے کونسل ممبر جناب احمد اکبر (ایڈووکیٹ) نے خطاب کیا۔
- ریاستِ قضارف کے صدر مقام شہر قضارف میں، بڑے بازار میں واقع (ریلوے لائن کے قریب) مسجد عبد القادر عبدالمحسن کے پہلو میں مظاہرہ کیا گیا۔

نوجوانوں نے ایسے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جو اس تاریخی مناسبت کی عکاسی کر رہے تھے اور خلافت کے سائے میں زندگی بسر کرنے کی اہمیت کو واضح کر رہے تھے۔ ان احتجاجی مظاہروں (وقفات) میں عوام کا ردِعمل اور بھرپور شرکت اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ امت خلافت کی واپسی کے لیے کتنی بے چین ہے، کیونکہ اسی خلافت میں اس کی حقیقی عزت اور رب کی خوشنودی پوشیدہ ہے۔

خلافت کا قیام آج صرف ایک فیصلے کی دیر ہے جو اہل قوت و نصرت کو لینا ہے

امتِ مسلمہ کو یہ ادراک کرنے کی ضرورت ہے کہ آج خلافت کا قیام محض ایک فیصلے کی دیر ہے جو اس کے اہل قوت و نصرت (طاقتور حلقوں) کو لینا ہے، اور وہ اس کی افواج ہیں، تو یہ کام گھنٹوں میں مکمل ہو سکتا ہے۔ جی ہاں، محض چند گھنٹوں میں! کیونکہ امت کے تمام سپوت اس بات کے لیے بے چین ہیں کہ ان کے درمیان سرحدیں کھول دی جائیں اور ان کے ممالک دوبارہ ایک گھر (دار) بن جائیں، اور ان کی نوجوانوں کی صلاحیتیں ایک جھنڈے تلے جمع ہوں، تاکہ وہ اپنے دشمن کا مقابلہ کریں، اپنے مقدسات کو واپس لیں اور اپنے وسائل و ثمرات (خیرات) خود نکالیں۔ اور انہیں اس کام سے صرف کمزوری اور عاجزی کی وہ باتیں روک رہی ہیں جو محض وہم، جھوٹ اور من گھڑت افسانے ہیں۔ ان اوہام، جھوٹ اور افسانوں کا سادہ ترین جواب یہ ہے کہ امتِ مسلمہ نڈر اور تیز رفتار ہے اور اس کا معاملہ ایک (متحد) ہے۔ پس اگر اسے یہ ادراک ہو جائے کہ وہ کسی کام کو کرنے کی قدرت رکھتی ہے، تو وہ اسے پلک جھپکتے ہی انجام دے دیتی ہے۔ اور یقیناً ہم نے دیکھا ہے کہ اس امت نے بڑے سے بڑے ظالموں اور سخت ترین جابر نظاموں کو اچانک لپیٹ کر رکھ دیا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا، حالانکہ ان کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کیا جاتا تھا کہ ان کی بادشاہت مستحکم ہے اور اسے کوئی ہلا نہیں سکتا!

اسی طرح، آج مسلم ممالک پر جو گہرا اندھیرا چھایا ہوا ہے، اس کے پیچھے ایک بڑی امید اور اللہ کے حکم سے قریب آنے والی کشادگی چھپی ہوئی ہے، اور کائنات میں اللہ کی سنت یہی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق ہے: ﴿**إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ**﴾۔ "اگر تمہیں کوئی زخم لگا ہے تو (یاد رکھو کہ) ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے، اور یہ دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ (شہداء) بنا لے، اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔" (سورۃ آلِ عمران: آیت 140)